Nawa-e-Sufia International

شمارہ 131
جون 2020ء

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

نوائے صوفیہ

انٹرنیشنل E-edition

NAWAISUFIA.COM



روضۂ شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

E-edition

ایڈیٹر غلام حسن حسنو

شمارہ نمبر: ۱۳۱ جون ۲۰۲۰ء

ویب سائیٹ https://nawaisufia.com

فیس بک https://www.fb.com/nawaesufia/

ای میل articles@nawaisufia.com

مضامین موبائل ای میل کرنے کے علاوہ موبائل ایپلیکیشن اور ویب سائٹ سے اپ لوڈ کر سکتے ہیں۔

فہرست مضامین

ترانہ نوائے صوفیہ

تحریر محمد حنیف حنیفہ خپلو

ستاروں سے بلند و برترین ہے
نوائے صوفیہ کتنا حسین ہے؟

ابو العرفان و معروفی کی کاوش
اٹھا کے دیکھ لو! اس کی جبین ہے

لکھاری انور و حسنو ہے اس کا
لکھائی ان کا کتنا دل نشین ہے؟

ہے تعلیمات شاہ سید کا مظہر
حقیقت میں تصوف کا نگین ہے

علی ثانی کی ہے علمی وراثت
علوم دین کا بے شک امین ہے

قرآن و سنت و فقہی مسائل
مضامین ان کا کتنا بہترین ہے؟

تصوف کا دیا اس نے جلایا
نہ بجھ پائے گا یہ مجھ کو یقین ہے

رسائل اور بھی بہتر بہت ہیں
کوئی اس سے کہیں بڑھ کر نہیں ہے

تصوف کا علم بردار ہے یہ
حنیف اس پہ تجھے کتنا یقین؟

تفکر و تذکر

پرنٹ سے الیکٹرانک میڈیا تک

اداریہ

نوائے صوفیہ! ماہنامہ نوائے صوفیہ 1985ء میں اسلام آباد سے جاری ہوا تھا معاشرے میں ہماری علمی، تنظیمی، معاشی اور عمرانی حیثیت نہ ہونے کے برابر ہے اسی طرح ذمہ داریوں کے احساس، ادائیگی فرض کے شعور سے ہم تقریباً عاری ہیں نئے نئے تجربات کرنے اور نئی نئی امکانات تلاش کرنے کی بجائے پرانے فرسودہ نظام سے چمٹے رہنا ہماری عادتِ ثانیہ بن چکی ہے گویا ۔

آئینِ نو سے ڈرنا، عہد کہن پہ اڑنا　　　سب سے بڑی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

ہماری فطرت ہے اس کے باوجود 10 قسطیں اور 130 شمارے شائع ہونا ایک معجزہ سے کم نہیں جو بیسویں صدی عیسوی میں ہم سے منصۂ شہود پر آیا جبکہ اسی دوران ہم سے زیادہ دولت وثروت، علم وعرفان، اثر ورسوخ اور عقل وشعور میں بدرجہا تفوق رکھنے والوں نے جو جریدے شائع کرنے شروع کیے تھے وہ چند شماروں سے زیادہ نہ نکل سکے۔ حالانکہ اس وقت ہمارے پاس کوئی پرنٹنگ پریس تھی اور نہ ہی کوئی تجربہ کار عملہ نہ ہی پس پشت پر کوئی تھنک ٹینگ اور نہ سرمایہ۔

یکایک ہم میں ایک قومی خوبو پیدا ہونے لگی دیکھتے ہی دیکھتے بزرگان ملت کی کتابوں کی نشر واشاعت کے خیالات کا طوفان آگیا پلک جھپکنے کی دیر میں راولپنڈی کی تاریخ میں سب سے بڑی پرنٹنگ پریس قائم کردی گئی ریسرچ سنٹر کھل گیا گھروں میں بزرگوں کی مطبوعہ کتب رکھنے کے لئے خصوصی الماریاں بننے لگیں مجھ جیسے دیوانے یہ تیزیاں اور پھرتیاں دیکھ کر یہ گنگنانے لگے۔

اٹھ کہ! اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے　　　مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

ابھی سلسلہ نوربخشیہ کے بزرگوں کی ہزاروں میں سے صرف ایک کتاب السائر الحائر چھپ گئی تھی آناًفاناً

راتوں رات قائم ہونے والے لاکھوں کے یہ منصوبے زمین بوس ہوگئے۔ ریسرچ سنٹر ختم کر دیا گیا، پریس فروخت کر دی گئی بزرگانِ نوربخشیہ کے کتب ورسائل کے بجائے تین کتابی منصوبے بننے لگے بزرگوں کی کتابیں

تلاش کرنے والے کو یہودی ایجنٹ قرار دے دیا گیا نوائے صوفیہ کو طاقِ نسیان میں رکھ دیا گیا۔ جس نے مسلک کے ہمدرد کھلے دماغ لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور وہ یہ کہنے میں حق بجانب ہو گیا۔ یہ

نادان گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا۔

قارئین گرامی! نوائے صوفیہ دو سالوں یعنی 2018ء اور 2019ء میں صرف ایک ایک شمارہ شائع ہو سکا یہ افسوسناک صورت حال محض اپنوں کی کرم نوازی کے سوا کچھ نہ تھا۔ ہمدردانِ مسلک نے اس کے احیا اور دوبارہ اشاعت کے لئے اقدامات کرنے کی بجائے چپ سادھ لی کسی نے اس کے وفات پانے کی اطلاع دی، کسی نے تدفین، کسی نے قل اور کسی نے برسی نہ منانے پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر مذاق میں اس شاندار ماضی کی حامل محسن ملت نور بخشیہ جریدہ ہی کو نہیں بلکہ تابناک ماضی کی حامل سلسلہ "سلسلۃ الذہب" کو بھی جگ ہنسائی کا نشانہ بنا جس نے جہاں بہی خواہانِ ملت کا دل زخمی، جان ہلکاں اور روح مضمحل کر دیا وہاں بدخواہوں کو شادماں و مسرور اور مطمئن۔ ایسی حالت میں چند نوجوان محبینِ ملت کی رگ حمیت پھڑکی اور اس عظیم الشان جریدے کے دوبارہ اجرا کا فیصلہ کیا یوں اپریل 2019ء میں ایک شمارہ آپ کے مبارک ہاتھوں کی زینت بن سکا۔

افسوس محبین ملت کی جو رگِ حمیت پھڑکی تھی وہ بجھتے چنگاری کی آخری انگڑائی ثابت ہوئی بس ایک شمارے کی اشاعت کے بعد پھر سال بھر کوئی شمارہ نہیں چھپا چنانچہ جن لوگوں میں اس جریدے سے متعلق کسی بھی حوالے سے ذرا بھی تعلق ہو تا وہ اس کا رونا روتے رہے جبکہ ذمہ داران ملت پر موت کی سی خاموشی چھائی رہی ۔

ایسی حالت میں چند اور نوجوان محبینِ ملت کو اس جریدے نے بے چین کر دیا اور وہ کسی بھی صورت میں اس جریدے کو پھر منظر عام پر لانے اور اور اپنے مضطرب قلب واذہان پر مرہم رکھنے پر مصر ہوئے چنانچہ اس عظیم الشان جریدے کے دوبارہ اجرا کا فیصلہ کیا یوں اس کی ذمہ داری اس نالائق کے ناتواں اور معذور کاندھے پر ڈال دی ہے۔ اب یہ جریدہ پرنٹ میڈیا کی بجائے الیکٹرانک میڈیا کے وساطت سے آپ کی مبارک نگاہوں کی زینت بن رہا ہے۔

ان شاءاللہ! مستقبل قریب میں یہ سلسلہ جاری رہے گا اگر یہی خواہان ملت نوربخشیہ نے تعاون کیا تو ہم انشااللہ

علامہ محمد بشیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور میں اس جریدے کے لیے جو خطوط وضع کئے تھے اور اس کے آغاز سے تادم حیات مجموعہ شریعت محمدیہ کے عنوان سے فقہ احوط کی مختصر تشریح لکھتے رہے اب جدید تقاضوں کے مطابق مفصل شرح شمارے کا مستقل حصہ بنے گا اس کے علاوہ مستقل مضامین میں تفسیر نجم القرآن شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ اور تفسیرِ شیخ حسام الدین بدلیسی نوربخشی بھی شامل ہیں۔ اگلے شماروں میں شیخ علاء الدولہ سمنانی کی مشہور اور ضخیم احادیث کی کتاب الفلاح الاصلوۃ سے منتخب احادیث بھی شامل کرنے پر غور کر رہے ہیں۔عالمی سطح پر سلسلہ نوربخشیہ اور مشائخ سلسلۃ الذہب کے بارے میں جو تحقیقی مقالات شائع ہوتے ہیں بد قسمتی سے پیروکاران سلسلہ نوربخشیہ ان سے ناواقف رہتے ہیں اب ہر شمارے میں کسی ایک مقالے کا ترجمہ یا تلخیص شامل اشاعت ہوا کرے گی اس شمارے میں ایرانی محقق عبدالرفیع حقیقت کا شیخ علاوالدولہ سمنانیؒ سے متعلق مضمون اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ماضی میں نوائے صوفیہ میں شاندار مضامین شائع ہوتے رہے ہیں جنہوں نے افرادِ ملت میں دینی امنگ اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے شمارہ ہذا میں مولانا شکور علی انور کوروی کا مضمون نشر مکرر کے عنوان سے شائع کیا جارہا ہے۔ آپ کے دینی ودنیوی مسائل کے حل کے ساتھ ساتھ آپ کے روحانی مسائل اور تعبیر خواب (جن کی سلسلہ نوربخشیہ میں بہت بڑی اہمیت ہے) پر بھی آپ کو کچھ نہ کچھ پڑھنے کو مل جایا کرے گا۔اب یہ جریدہ اس ناچیز کی زیر ادارت آن لائن شائع ہوا کرے گا۔

علماءاوردانشورانِ نوربخشیہ سے گزارش ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں اور استعدادوں سے نوازا ہے جن میں تحریری صلاحیت بھی شامل ہے لیکن آپ کی اپنی سستی،بے حسی اوراحسان کمتری کی وجہ سے یہ صلاحیت دبی ہی نہیں بلکہ غیر محسوس مسلسل ضائع بھی ہو رہی ہے۔اب بھی وقت ہے کہ آپ اپنی اس صلاحیت کو نہ صرف ضائع ہونے سے بچائیں بلکہ بزرگ سلسلہ کے کتب ورسائل کے تراجم ،ذاتی تحقیقی مقالات،مضامین کی تحریر کے ذریعے اسے فروغ دیں نوائے صوفیہ سلسلہ نوربخشیہ کی واحد اشاعتی کوشش ہے اس کے ساتھ قلمی تعاون کیجئے اور اپنے نگارشات بھیج کر اس کی سرپرستی فرمائیں۔

***

تفسیر نجم القرآن مقدمہ

حضرت شیخ علاوالدولہ سمنانیؒ
ترجمہ مولانا علی محمد ہادی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ خَاصَّۃً عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ

یہ چند اصطلاحات ہیں جو 'بطن قرآن' کی حقیقت سے آگاہی کے متعلق ہیں۔ان اصطلاحات کو جاننا ہر اس شخص کے لیے ضروری ہے جو ساتوں بطون کی تفسیر کا طلبگار ہے۔یہ اصطلاحات "رسالہ متنقد مطلع النقط وملتقط اللقط""صنف اول" میں تفصیل سے درج ہیں جو کہ کتاب 'مطلع النقط' کی اصل ثالث کا ایک تنقیدی جائزہ ہے۔

صنفِ اوّل: صنفِ اول ان اصطلاحات کے بارے میں ہے جن کے بارے میں جاننا اور حاضر فی الذہن ہونا ہر طالبِ حق کے لیے ناگزیر ہے، کیونکہ کتاب مستطاب کا مصنف ہی ان اصطلاحات کا پہلا واضع ہے جس نے ان تمام اوضاع اور ترتیب کو معلمِ حقیقی (حق تعالیٰ) سے بلاواسطہ بذریعہ الہام استفاضہ کیا ہے۔اگر وہ خود اشارہ نہ فرماتے تو اس کے بعد کسی کے لیے ان مشکل اصطلاحات کو حل کرنا ممکن نہ ہوتا اور یہ کتاب بے سود ہو کر رہ جاتی۔میں اس علم سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس سے کوئی فائدہ نہ پہنچے۔نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

یَنۡقَطِعُ عَمَلُ اِبۡنِ اٰدَمَ اِلَّا مِنۡ ثَلَاثٍ (اخرجه البخاری (۲/۶۷۰، رقم ۱۷۹۵)، مسلم (۲/۸۰۷، رقم ۱۱۵۱)، النسائی (۴/۱۶۴، رقم ۲۲۱۷)، وابن حبان (۸/۲۰۵))

ابن آدم کے عمل کا ثواب (موت کے ساتھ) منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب اس کو مسلسل ملتا رہتا ہے۔ان میں سے ایک وہ علم ہے جس سے اس کی زندگی کے بعد فائدہ اٹھایا جائے۔

میں اللہ تعالیٰ سے ایسا علم چھوڑ جانے کی توفیق مانگتا ہوں جس سے میرے جانے کے بعد دین کے معاملے میں لوگ استفادہ کریں اور اربابِ علم و معرفت کے اس جزا اور سزا پر یقین میں اضافہ کا سبب بنے جس

کا حق تعالیٰ نے اپنے کلامِ مبین میں وعدہ فرمایا ہے۔یہی اللہ کی وہ مضبوط رسی ہے جسے اپنے خاتم النبیین وسید المرسلین ﷺ پر نازل فرمایاہے۔اللہ کا بے پایاں درود ہو آپ ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل پر تمام صحابہ پر اور تابعین پر جو احسان کی راہ پر گامزن رہے، یہاں تک کہ وہ دن آجائے جب مجرم کو 'سجین' میں ہانک کرلے جایاجائے گا اورانس ومحبت والے کو 'علیین' میں جگہ عطاہو گی۔لے!اب میں اصل ثالث کی صنف اول میں مندرج بطن قرآن سے متعلق اصطلاحات بیان کیے دیتاہوں اورانْ شَاءاللہ تعالیٰ اصل رابع کی صنف ثانی سے فارغ ہو کر وارداتِ قدسیہ اور اس کتاب کے مخصوص مسائلِ مشکلات کا حل اختصاراورایجاز کے ساتھ لکھ دیتا ہوں۔

لطائفِ سبعہ کا باطنی مقام: اے آفاق وانفس میں مناسبت کے خواستگار!اے مخاطباتِ قدسیہ اور لطائف انسیہ میں مطابقت کے طلبگار!جان لو کہ لطیفۂ قالبیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وقہر کے دونوں ہاتھوں سے گوندھا ہے جس نے 'عمائ' کے بے نام ونشاں عالم سے 'حضرتِ احدیت' میں نزول کیاہے۔جہاں سے وہ عالم واحدیت میں اترا ہے۔عالمِ خلق کی رات کی تاریکی اور عالمِ امر کے دن کے اجالے کی درمیانی صبح کو حقیقتِ واحدیت کے لطائفِ عشر کے عرش پر جلوہ افروزی لاہوتی اکائیوں، جبروتی دہائیوں،ملکوتی سیکڑوں اورناسوتی ہزاروں کے مقابلے میں کھربوں گناہے،اور جس کا تفصیلی بیان میں نے کتاب 'موارد الشوارد' میں کیاہے۔

لطیفۂ قالبیہ: لطیفۂ قالبیہ وجودِ انسانی کا آدم علیہ السلام ہے۔یہ لطیفہ قالبیہ لطائف عشر اوران کے دیگر انواع کی تکمیل کے بغیر مرتبۂ کمال کو نہیں پہنچتا،جیسا کہ میں نے بہت سے مقامات پر بیان کیاہے۔

لطیفۂ نفسیّہ: لطیفۂ نفسیہ جس پر اس دار ابتلاء میں بلائیں مسلط ہیں، تیرے وجود کا نوحؑ ہے۔

لطیفۂ قلبیہ: لطیفۂ قلبیہ جو وجودِ انسانی میں ابراہیم علیہ السلام سے عبارت ہے،اس لطیفہ کے صلب میں اس ہستی کی ذریت کی تربیت ہوئی ہے جس کا وجود رجوع الی اللہ کا گوہر یکتاہے۔

لطیفۂ سرّیہ: لطیفۂ سری جس کو مناجات سے خصوصی نسبت ہے،وجودِ انسانی کا موسیٰ علیہ السلام ہے۔

لطیفۂ روحیہ: لطیفۂ روحیہ جس کو خلافت کے خلعت سے نوازا گیاہے،وہ وجودِ انسانی کا داؤد علیہ السلام ہے۔

لطیفۂ خفیہ: لطیفۂ خفیہ جس کو روحِ قدس کی تائید و نصرت حاصل ہے، وجودِ انسانی کا عیسی علیہ السلام ہے، جو لطائفِ انسانی کی امتوں یعنی ہر لطیفہ کی مخصوص قوتوں کو لطیفۂ حقیہ کی آمد کی بشارت اور اس کی کھلی نشانیوں کے ظہور کا مژدہ سنانے والا ہے۔ یہ نشانیاں مفرداتِ سفلیہ و علویہ میں موجود تمام حقائق کو جو حقائقِ لطیفۂ قالبیہ میں یکجا ہیں اور عالم خلق اور عالم امر کے مرکبات کو جو کہ لطیفۂ حقیہ کی وحدتِ حقیقی کو رسائی پانے تک لطیفۂ نفسیہ، لطیفۂ قلبیہ، لطیفۂ سریہ، لطیفۂ روحیہ اور لطیفۂ خفیہ میں ودیعت ہیں، اپنی معنوی کشش سے کھینچ لانے والی ہیں۔ یہی لطیفۂ حقیہ ہی وجودِ انسانی کا محمد ﷺ ہے۔ آپ ﷺ کے وجود کا صدف لطیفۂ انانیہ کے گوہرِ کامل کو اصالتاً لیے ہوئے ہے۔ لطیفۂ انانیہ نے اس لطیفۂ قلبیہ میں پرورش پائی جس نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی اور اپنے لیے بعد کے لوگوں میں سچی زبان کے عطا ہونے کا سوال کیا۔ یہی تو راز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کا حکم دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ (النحل:123) یہ کہ یکسو ہو کر ملتِ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کر۔

نیز فرمایا:

اِنَّ اَوۡلَى النَّاسِ بِاِبۡرٰهِيۡمَ لَـلَّذِيۡنَ اتَّبَعُوۡهُ وَهٰذَا النَّبِىُّ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ وَاللّٰهُ وَلِىُّ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝ (آل عمران:68)

بے شک ابراہیم علیہ السلام کے قریب ترین وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس کی پیروی کی اور یہ پیغمبر ﷺ اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔

مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا وَّلَا نَصۡرَانِيًّا (آل عمران:67) ابراہیم علیہ السلام نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام نہ لطیفۂ سریہ اور لطیفۂ خفیہ میں غلطی کرنے والے تھے اور نہ ان دونوں لطیفوں کے مغالطے کی صورت میں لغزش کھانے والے تھے۔

وَّلٰـكِنۡ كَانَ حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ (آل عمران:67) بلکہ وہ یکسو ہو کر سرِ تسلیم خم کرنے والے تھے۔

یعنی وہ اس غیب کے مخصوص دھوکوں سے آزاد ہو کر زمین و آسمان کے خالق کی طرف رخ کرنے والے تھے جو لطیفۂ قلبیہ سے خاص ہے۔

غیب کیا ہے؟: ہر موجود کے اپنے وجود سے حق تعالیٰ کی خوشبو سونگھ کر بے خود ہو جانے کو غیب کہتے ہیں اور یہ اس ذرے کی وجہ سے ہوتا ہے جو ہر موجود کے صلب میں ودیعت ہے اوراس کے لطیفۂ حقیہ کا صدف محمدیت کے گوہر یکتا کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔

کلامِ الٰہی سے استفادے کا طریقہ

حضرت آدم علیہ السلام سے خطاب ہو تو کیا کرے؟

پس تو جب بھی کتاب اللہ سے اللہ تعالیٰ کا آدم علیہ السلام سے خطاب سنے تو اس خطاب کو اپنے لطیفۂ قالبیہ کے واسطے سے سن لے۔ اپنے لطیفۂ قالبیہ کو ان اوامر ونواہی کی ادائیگی میں استعمال کر، حضرت آدم علیہ السلام کے لیے جو جو مثال بیان ہوئی ہے اس سے عبرت حاصل کر اور یہ یقین کر کہ گو اس خطاب کا ظاہر عالمِ آفاق میں حضرت آدم علیہ السلام سے ہے مگر اس کا باطن عالمِ انفس میں تیرے لطیفۂ قالبیہ سے ہے تاکہ تیرا حق تعالیٰ کے کلام سے استفادہ ممکن ہو۔ تیرا شماران لوگوں میں ہو جائے جنہیں قرآن کی قرآت سے شادابی اور تازگی حاصل ہوتی ہے۔ تاکہ گمراہ کرنے والا شیطان تجھے راہ حق سے بھٹکانہ دے اوروجودِ انسانی کے لطیفۂ قالبیہ کی مخصوص جنت سے تجھے نکال نہ دے اور تجھ سے تقویٰ کا لباس اتارنہ دے۔

حضرت نوح علیہ السلام سے خطاب ہو تو کیا کرے؟

جب تُو قرآن میں ایسی آیات سنے جن کا مخاطب نوح علیہ السلام ہیں تو اس خطاب کو اپنے لطیفۂ نفسیہ کے گوشِ ہوش سے سن لے اور حق تعالیٰ کے اس ’خطاب‘ کا حق ادا کر، تاکہ تُو اس سمندر میں ڈوب نہ جائے جو شہوت پرستی اور غصے کی آگ سے ابل رہا ہے اور تیری نفسانی قویٰ کی امتیں جھوٹی خواہشات کے نفسانی گرداب میں غرق نہ ہو جائیں۔

(جاری ہے)

***

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمائے والا ہے اور اسی سے ہم مدد مانگتے ہیں۔سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رحمان ہے۔

عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ﴿۲﴾ (سورۃ الرحمٰن:۲) جس نے (خود رسولِ عربی ﷺ کو) قرآن سکھایا۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ﴿۳﴾ (سورۃ الرحمٰن:۳) اُسی نے (اِس کامل) انسان کو پیدا فرمایا۔

عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴿۴﴾ (سورۃ الرحمٰن:۴) اسی نے اِسے (یعنی نبیِ برحق ﷺ کو مَا کَانَ وَمَا یَکُون کا) بیان سکھایا۔

وہ تعلیم بیان اجمال اور تفصیل (ہر دو صورت میں آپ ﷺ کو) شرف وبزرگی اور فضیلت دینے کے لیے تھی۔
جو حکیم ہے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۵﴾ (سورۃ السجدہ:۵)

وہ آسمان سے زمین تک نظامِ اقتدار کی تدبیر فرماتا ہے پھر وہ امر اس کی طرف ایک دن میں چڑھتا ہے (اور چڑھے گا) جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے اس (حساب) سے جو تم شمار کرتے ہو۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾ (سورۃ المعارج:۵) سو (اے حبیب!) آپ (کافروں کی باتوں پر) ہر شکوہ سے پاک صبر فرمائیں۔

جو صاحب علم ہے۔

لَا یَعۡزُبُ عَنۡہُ مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِکَ وَ لَاۤ اَکۡبَرُ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ٭ۙ (سورۃ سبا:۳)

اس سے نہ آسمانوں میں ذرّہ بھر کوئی چیز غائب ہو سکتی ہے اور نہ زمین میں اور نہ اس سے کوئی چھوٹی (چیز ہے) اور نہ بڑی مگر روشن کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں (لکھی ہوئی) ہے۔ جو قدیم ہے وہ (اس وقت بھی) تھا جب کچھ بھی نہ تھا۔ وہ جس شان جمال اور جلال کے ساتھ پہلے تھا اب بھی ہے اور صلواۃ وسلام اس (نبی برحق ﷺ) پر ہو جسے اس نے ہدایت اور دین حق عطا فرما کر بھجا، اور آپ ﷺ کے آل واصحاب رضی اللہ عنہم و علیہم السلام پر جو (متلاشیان حق کے لیے) طویل زمانے تک ہدایت کے روشن چراغ اور سیاہ رات میں تارے (کے مانند) ہیں۔ صلواۃ اور سلام کے بعد فقراء میں سے کمترین حسام الدین علی البدلیسی (اللہ پاک اسے معاف فرمادے) کہ میں بچپن کے زمانے سے پختگی کے دور تک تلاوت قرآن پر مداومت رکھتا تھا، قرآن پاک پر مبنی حقائق اسرار و رموز کے انکشاف کی رغبت رکھتا تھا، اس کی آیات کے گہرے معانی کی معرفت کے حصول اور اشارات کے خزانوں اور اس کی عبارات کے رموز حاصل کرنے کے شرف پانے کی طلب رکھتا تھا، ان انوار کی وجہ سے میرا دل روشن ہوتا تھا، میرے دل پر ان آثار کے وارد ہونے کی وجہ سے نور موجزن رہتا تھا، میں نے ارادہ کیا کہ ان واردات کو عبارات کے ذریعے درست کروں اور اشارات کو لکھ کر ضائع ہونے محفوظ کروں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے کشف وشہود کے حامل اللہ والے محققین کے کلام کو بھی ساتھ ملانے کا فیصلہ کیا۔

(جاری ہے)

میرا پہلا مرشد اور میرا رہبر

طریق علم، محافظت وقت اور مواضبطِ اوراد میں میرا پیر و مرشد ابو طالب مکی صاحبِ قوت القلوب ہیں۔ تجرید و تفرید، ترک دنیا اور زہد و قناعت میں میرا راہبر وراہنما ابراہیم بن ادہم ہیں۔

رسالہ مشائخ متقدین شیخ علاء الدوسمنانیؒ

الفقہ

شرح فقہ احوط

مفتی علی محمد ہادی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَ لَنَا الْاٰیَاتِ لِفِقْهِ الدِّیْنِ وَجَعَلَ الْفُقَهَآءَ اُمَنَآءَ الرُّسُلِ وَالْعُلَمَآءَ وَرَثَةَ الْاَنْبِیَآءِ عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ لِاَحْکَامِ الدِّیْنِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِه مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهِ الَّذِیْنَ اَقَامُوا الدِّیْنَ وَعَلَی الَّذِیْنَ تَبِعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی قِیَامِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّیَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَیْهِمْ لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ○(سورۃ توبہ آیات ۱۲۲)

”ہر قوم ہر قبیلہ ہر گائوں اور ہر بستی سے کچھ لوگ اس غرض سے کیوں نہیں نکلتے کہ وہ دین کی فقہ یعنی احکام کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کے لوگوں کو ڈراتے رہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے رہیں تاکہ لوگ احکام الٰہی کی مخالفت کے انجام بد سے ڈرتے رہیں“اس آیت کریمہ میں ان امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔“

۱۔ہر بستی اور ہر قوم کی ایک بڑی جماعت سے ایک چھوٹی جماعت کا احکام دین کی فقہ حاصل کرنے کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر مراکز علم کی طرف نکلنا واجب ہے۔

۲۔احکام دین کی فقہ حاصل کرنے والوں پر واجب ہے کہ وہ باقی لوگوں کو اوامر و نواہی سے آگاہ کرتے رہیں۔

۳۔قوم کے باقی افراد پر واجب ہے کہ وہ ارباب فقہ کے بتائے ہوئے احکام دین کی مخالفت سے ڈرتے رہیں۔

جب سے امور سہ گانہ مذکورہ بالا میں مداہنت اور سستی نے جگہ بنائی اور تحقیق کی جگہ رسم ورواج اور روایات وخرافات نے لے لی تب معروف ومنکر میں تمیز ختم ہوئی۔آیت کریمہ

”لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا ○ (سورہ اعراف آیات ۱۷۹)یعنی ان منافقین کے دل ایسے ہیں جن کے ذریعے

وہ کچھ سمجھتے نہیں ہیں۔" آیت کریمہ

"وَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ○ (سورۃ توبہ آیات۸۷) یعنی اللہ نے ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا ہے اس لیے یہ سمجھتے نہیں "اور آیت کریمہ

"وَصَرَفَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ ○ (سورۃ توبہ آیات۱۲۷) یہ لوگ کچھ سمجھ بوجھ نہیں رکھتے اس لیے اللہ نے ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے۔"

ان سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ کا تعلق "قلب" سے ہے۔ نیز فقہ اور ایمان کا چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ جیسے فقہ کا تعلق قلب سے ہے ایسے ہی ایمان کا تعلق قلب سے ہے۔

ارشاد خداوندی ہے "وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ○ (سورۃ نحل آیات ۱۰۶) کہ قلب ایمان کی دولت سے مطمئن ہوتا ہے" قرآن پاک کی مختلف آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہ کا نہ ہونا کفار اور منافقین کا وطیرہ ہے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے" وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ (سورۃ منافقین آیات ۷) کہ منافق لوگ سمجھتے نہیں ہیں "

جب تک احکام دین کی پاسداری علماء اور عوام میں ہوتی رہی دین قائم رہا جیسے ہی تن آسانی کی بنا پر علماء سے اور رسم پرستی کی بناء پر عوام سے " تَعْظِيْمًا لِّاَمْرِ اللّٰهِ وَ شَفَقَةً عَلٰى خَلْقِ اللّٰهِ "کا اسلامی فریضہ ماند پڑ گیا عوام کے اعمال سے احکام نکل گئے اور احکام عمل سے خالی ہو گئے۔ احکام اور اعمال متضاد رخ پر چلنے لگے۔ بقول شاعر

ترسم نہ رسی بہ کعبہ اے اعرابی کہ ایں راہ کہ مے روے بہ سوئے ترکستان است

اسلام کا فرقوں میں بٹوارہ: اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے اور یہ انسان کا ضابطہ حیات ہے انسان "اُنس" سے نکلا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کا فطری نظام امن اور سلامتی پر مبنی ہے جو اسلام کا پیغام ہے اسلام میں بد قسمتی سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خیر القرون سے دور ہوتا چلا گیا ہے سینکڑوں فرقے وجود میں آنے لگے اور ہر فرقے نے اپنی غلط عقیدے کی تائید میں لاکھوں احادیث گھڑ کر رسول ﷺ اور آل رسول ﷺ کی طرف منسوب کر دیں اور جھوٹی روایات صحیح احادیث کے ساتھ مل کر یوں خلط ملط ہو گئیں کہ صحیح کو غلط سے الگ کرنا

ناممکن نہیں، تو مشکل ضرور ہے۔ انہی غلط روایات کا سہارا لے کر درجنوں جھوٹے مدعیان نبوت نکلے، غیر اسلامی تصورات انہی روایات کے راستے سے اسلام میں داخل ہوئے، قرآن کی صداقت وقطعیت پر انہی غلط روایات نے وار کیا۔ رسول اللہ ﷺ، آل رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ پر انہی روایات نے حملے کیے یہی روایات ہمارے اختلاف کا سبب ہیں اور مسلمان انہیں روایات کا سہارا لے کر ایک دوسرے کی تکفیر کے پیچھے لگ گئے تو ایسے میں مسلمانوں کے اندر مختلف فرقے پیدا ہوئے تو ضرورت اس امر کی تھی کہ حضور اکرم ﷺ کے دور مبارک میں جو طریقہ تھا اسی کو من و عن زندہ کرے اسی مقصد کی خاطر حضرت میر سید محمد نوربخشؒ نے اپنا یہ مذہبی اور دینی فریضہ جان کر قدم اٹھایا اور فرمایا!

" اَنَّ اللهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَیْنِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلاً فِی الْفُرُوْعِ وَاُبَیِّنَ الشَّرِیْعَةَ الْمُحَمَّدِیَّةَ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِهٖ مِنْ غَیْرِ زِیَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ وَثَانِیًا فِی الْاُصُوْلِ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ وَکَافَّةِ اَهْلِ الْعَالَمِ فَشَرَعْتُ فِیْهِ بِالتَّسْهِیْلِ۝" (الفقہ احوط کمپیوٹرائز ایڈیشن افتتاحہ صفحہ نمبر ۱)

"کہ اللہ پاک نے مجھے اس بات پر مامور کیا کہ میں پہلے پہل اس اُمّت کے آپس میں موجود فروعی اختلاف کو دُور کروں اور محمدی شریعت کو کسی قسم کی کمی یا اضافے کے بغیر اس طرح بیان کروں، جس طرح سے یہ شریعت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانے میں رائج تھی اور بار دیگر سب اُمتوں اور تمام دنیا والوں کے آپس میں موجود اصولی اختلاف کو دُور کروں۔"

آپؒ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے داعیان حق کے لیے لازمی قرار دیا اور فرمایا!

فَیَنْبَغِیْ لِلْمُسْلِمِ الْمُمَیِّزِ اَنْ لَّا یَقْصُرَ فِیْهِ وَاَنْ یَّجْتَنِبَ عَنِ الشَّوَائِبِ النَّفْسَانِیَّةِ فِیْهِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ غَرَضُهٗ اِلَّا تَعْظِیْمًا لِّاَمْرِ اللهِ وَشَفْقَةً عَلٰی خَلْقِ اللهِ وَاَنْ لَّا یَجْتَرِیَٔ فِیْمَا لَا یَجْتَمِعُ عَلَیْهِ الْاُمَّةُ الْاِسْلَامِیَّةُ وَفِیْمَا لَا یَعْرِفُ حَقِیْقَتَهٗ بِالْیَقِیْنِ۝

(الفقہ احوط کمپیوٹرائز ایڈیشن باب امر بالمعروف ونہی عن المنکر صفحہ ۲۰۵)

چنانچہ صاحبِ تمیز مسلمان کے لیے مناسب ہے کہ وہ احتسابی فریضہ انجام دینے میں کوتاہی نہ کرے۔ اس کام

میں تمام نفسی آلائشوں سے پرہیز کرے۔ یہاں تک کہ اُس کا مقصد صرف اور صرف حکمِ خدا کی عظمت بر قرار رکھنا اور خدا کی مخلوقات پر شفقت کرنا بن جائے۔ وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں (رائے زنی کی) جسارت نہ کرے جس پر اُمّت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہو اور نہ ہی وہ کسی ایسے مسئلے کے بارے میں (لب کشائی کی) جسارت کرے جس کی حقیقت کو وہ یقینی طور پر نہیں پہچان سکتا"۔ تو یہ لازمی قرار دیا کہ

۱۔ تعظیم امر اللہ اس کا مقصد ہو۔

۲۔ خلق خدا پر ترس کھاتا ہو۔

۲۔ کہ وہ ایسے امور میں جسارت نہ کرے جس پر اُمت اسلامیہ کا اتفاق نہ ہوتا ہو۔

۴۔ اس امر کے لیے ضروری یہ ہے کہ وہ جس مسئلہ کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اس میں لب کشائی کی جسارت نہ کرے۔

شاہ سید محمد نور بخشؒ نے یہ فرمایا کہ

" اَنَا مَامُوْرٌ بِرَفْعِ الْبِدَعِ عَنِ الشَّرِیْعَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ وَاِحْیَاءِ مَا فِیْ زَمَانِهٖ

میں شریعت محمدیہ ﷺ سے بدعتوں کو دور کرنے اور خود شارع علیہ السلام کے زمانے میں رائج احکام زندہ کرنے پر مامور ہوں۔" (الفقہ احوط کمپیوٹرائز ایڈیشن باب نکاح کا بیان صفحہ نمبر ۲۳۳)

احیائے سنت، حضور ﷺ کی حیات میں موجود شریعت کو زندہ کرنا یہ آپؒ کا فریضہ دینی تھا تو اسی مقصد کی خاطر آپؒ نے کتاب الفقہ الاحوط تصنیف فرمائی۔ المنجد میں جو کہ عربی زبان کی مشہور لغت سمجھی جاتا ہے، سید محمد نور بخشؒ کے بارے میں یہ کہا گیا کہ

"نوربخش (محمد) (۱۳۹۲۔۱۴۶۴) وُلِدَ فِیْ قَوْهِسْتَان وَتُوُفِّیَ فِی الرَّیِّ۔ مُؤَسِّسُ الطَّرِیْقَةِ النُّوربخشیهِ۔ دَعَا النَّاسَ اِلَی الْاِیْمَانِ بِهٖ مَهْدِیًا وَّاِمَامًا وَّخَلِیْفَةً۔ سُجِنَ وَاُفْرِجَ عَنْهُ۔ لَهٗ "اَلْفِقْهُ الْاَحْوَطُ" وَضَعَ فِیْهِ عَلٰی مَا یُقَالُ مَذْهَبًا وَّسَطًا بَیْنَ تَعَالِیْمِ السُّنَّةِ وَالشِّیْعَةِ (المنجد طبع بیروت حصہ اعلم صفحہ)

محمد نور بخشؒ (۱۳۹۲۔۱۴۶۴) آپؒ قہستان میں پیدا ہوئے اور رے میں وفات پائی۔ آپؒ نور بخشی طریقے کے بانی ہیں۔ آپؒ نے مہدی، امام اور خلیفہ کی حیثیت سے لوگوں کو ایمان باللہ کی دعوت دی۔ آپؒ کو قید کیا گیا اور اس سے رہائی بھی ملی۔ آپؒ کی تصنیف الفقہ الاحوط ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں آپؒ نے اہل تشیع اور اہل سنت کی تعلیمات کے مابین ایک اعتدال والے مذہب کو بیان کیا ہے۔"

آپؒ نے یہ بھی فرمایا!

"وَالَّذِیْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَآ ئِکَتِهٖ وَ کُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَّ اٰتَی الزَّکٰوۃَ اِنْ کَانَ ذَامَالٍ وَصَامَ رَمَضَانَ وَحَجَّ الْبَیْتَ اِنْ کَانَ مُسْتَطِیْعًا فَلَا یَجُوْزُ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُّکَفِّرَهٗ بِسَبَبِ

شَیْءٍ یَّعْتَقِدُهٗ وَلَا یَعْلَمُ حَقِیْقَةَ الْاَمْرِ وَیَزْعُمُ اَنَّ مَنْ لَّا یَعْتَقِدُهٗ فَهُوَ کَافِرٌ هٰذِهٖ عَقِیْدَۃُ الْجُهَّالِ۔

جو شخص اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ کہتا ہو کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ نماز قائم کرتا ہو، مالدار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرتا ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہو اور استطاعت رکھنے کی صورت میں بیت اللہ شریف کا حج ادا کرتا ہو تو کسی بھی مسلمان شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ ایسے شخص کو کسی ایسی چیز کی بناء پر کفر سے منسوب کرے جس کا وہ عقیدہ رکھتا ہو اور معاملے کی حقیقت کو نہ جانتا ہو اور وہ یہ گمان کرتا ہو کہ جو شخص اس کا عقیدت نہ رکھے وہ کافر ہے، یہ جہالت کے شکار حضرات کا عقیدہ ہے۔" (الفقہ احوط کمپیوٹرائز ایڈیشن باب الصواۃ صفحہ نمبر ۱۱۶)

آگے مزید فرماتے ہیں کہ "وَلَوْ وَقَفَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ انْصَرَفَ اِلٰی مَنْ صَلّٰی مُتَوَجِّهًا اِلَی الْقِبْلَةِ

اگر کوئی شخص مسلمانوں کے لیے وقف کرے تو وہ وقف قبلہ کا رخ کرکے نماز پڑھنے والوں کی طرف پھرے گا۔" الفقہ احوط کمپیوٹرائز ایڈیشن باب وقوف وصدقات صفحہ ۴۴۹)

میر سید محمد نور بخشؒ نے بنائے ایمان اور بنائے اسلام کے ماننے والوں کو مسلمان قرار دیا اور اس کی نماز

جنازہ پڑھنے کا حکم دیا اور ہر قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والے کو مسلمان قرار دیا اور باب صلوٰۃ کے آخر میں فرماتے ہیں"

فَمَنۡ اَرَادَ اَنۡ لَّا یَکُوۡنَ مَغۡضُوۡبًا وَمَبۡغُوۡضًا عِنۡدَ اللّٰہِ وَعِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ فَعَلَیۡہِ بِاِقَامَۃِ الۡجَمَاعَۃِ بِاِمَامَۃٍ کَیۡفَ اتَّفَقَ وَلَا یَتۡرُکُھَا بِالۡحِیَلِ الۡمَبۡنِیَّۃِ عَلٰی اَقَاوِیۡلِ الۡجُھَّالِ الَّذِیۡنَ یَزۡعُمُوۡنَ اَنَّھُمۡ ھُمُ الۡفُقَھَاءُ۔

چنانچہ جو شخص یہ چاہے کہ وہ خُدا اور رسُول خُدا کے ہاں غضب زدہ اور بغض زدہ نہ ہو جائے تو اُس کے ذمّہ جیسی صورت راس آئے امامت کی صورت میں نماز باجماعت کا قائم کرنا لازم ہے اور وہ نماز جماعت کو اُن حیلہ سازیوں سے نہ چھوڑے جن کی بنیاد اُن جاہلوں کی باتوں پر ہے جو سمجھتے ہیں کہ صرف وہ ہی فقیہانِ حرم ہیں"۔(الفقہ احوط کمپیوٹرائز ایڈیشن باب الصوۃ صفحہ نمبر ۸۰)

ہر قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنے والے مسلمان کا اور ہر مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

سید محمد نور بخشؒ نے مسلمانوں کے اختلافات اور فرقہ واریت کی اس خلیج کو پاٹنے کی بھرپور انداز میں کوشش فرمائی اور آپؒ کی تحریک اتحاد اُمت، احیائے سنت اور رفع بدعت پر مبنی تھی۔ مجموعہ شریعت محمدیہ ﷺ کا نفاذ، اُمت کے درمیان موجود بدعت کو ختم کرنا اور سنت کو از سر نو زندہ کرنا آپؒ کی تحریک کا اہم مشن تھا اس تحریک کو پروان چڑھانے میں بہت سی ہستیوں کا ہاتھ ہے۔ ایک زمانہ تک یہ تحریک چلتی رہی لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ نور بخشی اتحاد بین المسلمین کا جذبہ ماند پڑ گیا اور اس تحریک کا انجام بھی وہی ہوا جو کہ پانچویں اور چھٹی صدی میں اسلام کا ہوا۔ جو تحریک اتحاد امت کے لیے چلائی گئی تھی وہ آہستہ آہستہ زوال کی جانب بڑھنے لگی، اُس کا شیرازہ بکھرنا شروع ہو گیا اور لوگوں کا رجحان اس تحریک سے دور ہوتا گیا لیکن بحمد اللہ یہ زمانہ اور یہ وقت علم و فن اور رفتار فکر کا زمانہ ہے اور اس زمانے میں ہر طالب علم اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ آغاز میں نسل انسانی ایک کنبہ تھی پھر گروہوں میں بٹ گئی اور وہی گروہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ الجھے انھوں نے ایک دوسرے کے گلے کاٹے اور اللہ کی حسین سرزمین پر نفرت کے بیج بوئے اور اس دار جنت نظیر کو بھی جہنم بنا دیا۔ اب فکر انسان تاریخ کے اسی پرانے موڑ پر آپہنچی ہے۔ آج پھر ہمارے مفکر انسان کو اقدار مشترکہ پر جمع کرنے کی طویل سوچوں میں مصروف ہیں۔ چھوٹی چھوٹی سلطنتیں جبراً و کرہاً وفاق میں بدل رہے ہیں

اور اقوام متحدہ جیسے ادارے وجود میں آئے۔ اب غور فرمایئے! کہ تالیف واتحاد کی اس جہانگیر فضاء میں مسلمانوں میں مختلف فرقوں کے اختلافات، فرقہ واریت اورانتہا پسندی کس قدر انوکھی معلوم ہوتی ہے۔ آج کا انسان علمی ،فکری، سیاسی، تمدنی، ذہنی اور مذہبی نقطہ ہائے نگاہ سے بہت بلند ہو چکا ہے۔ ہوائیں اور فضائیں اس کے بس میں ہیں۔ کرہ ارض اور سمندروں پر انسان کی حکومت ہے۔ انسان کے بنائی ہوئی راکٹیں زمین کے گرد چکر کاٹ رہی ہیں۔ زمین وآسمان انسان کے لیے ناقابل تسخیر نہیں رہا۔ انسان کے علم وخرد کے آگے کائنات حیران ہے۔ زمین اس کے سامنے اپنے خزانے اُگل رہی ہے۔ ایسے عالیشان اور رفیع النظر انسان کے سامنے ہم جمعراتوں، چہلموں، خالی عقیدوں، وظیفوں، خلافت کے جھگڑوں اور رگڑوں والا اسلام تو پیش نہیں کر سکتے۔ استعماریت اور اشتراکیت کے اس دور میں ہمیں ایک ایسا اسلام پیش کرنا ہے جو جنگ وجدل سے اُکسائی ہوئی دنیا کو امن ومحبت کے درس کا لازوال تحفہ دے سکیں۔ استعماریت اور اشتراکیت کی گھتیاں سلجھائے۔ جسمانی ظلمتوں میں بھٹکے ہوئے انسان کو روح کی تابانیوں کی صحیح راہ دکھائے اور نظام عالم کو عدل وانصاف پر استوار کرے۔

ایک شبہ کا ازالہ: الفقہ الاحوط کے شروع میں آئے ہوئے کلمات " اَنَّ اللهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَرْفَعَ الْاِ خْتِلَافَ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَوَّلاً فِي الْفُرُوْعِ وَ اُبَيِّنُ الشَّرِيْعَةَ الْمُحَمَّدِيَّةَ كَمَا كَانَتْ فِيْ زَمَانِهٖ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَّنُقْصَانٍ۔

اللہ پاک نے مجھے اس بات پر مامور کیا کہ میں پہلے پہل اس اُمّت کے آپس میں موجود فروعی اختلاف کو دُور کروں اور محمدی شریعت کو کسی قسم کی کمی یا اضافے کے بغیر اس طرح بیان کروں، جس طرح سے یہ شریعت خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے زمانے میں رائج تھی اور بار دیگر سب اُمتوں اور تمام دنیا والوں کے آپس میں موجود اصولی اختلاف کو دُور کروں" (الفقہ احوط کمپیوٹرائز ایڈیشن افتاحیہ صفحہ نمبر ۱)

اَنَّ اللهَ اَمَرَنِيْ اللہ نے مجھے امر کیا ہے۔ سے بعض لوگوں کا اشبہ ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر کا ہونا نبوت کا خاصہ ہے۔ میر سید محمد نور بخشؒ کے کہنے سے یہ لازم آتا ہے کہ انہوں نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے؟

جواب نمبر ۱ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ الفقہ الاحوط کے ابتدائی خطبے میں میر سید محمد نور بخشؒ نے واضح طور پر فرمایا" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَعَثَ الْاَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِلْاُمَمِ وَخَتَمَهُمْ بِنَبِيِّنَا وَرَسُوْلِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے نبیوں اور رسولوں کو جملہ اُمّت کے لیے فرمانبرداری کی صورت میں خوشخبری سنانے والے اور نافرمانی کی صورت میں عذاب الٰہی سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا اور ہمارے نبی اور رسول حضرت محمد ﷺ کی بعثت پر انبیاء علیہم السّلام کے سلسلہ ءبعثت کو ختم کیا"

(الفقہ احوط کمپیوٹرائز ایڈیشن افتتاحیہ صفحہ نمبر ۱)

نیز میر سید محمد نور بخشؒ نے فرمایا کہ

" بِنُبُوَّتِهٖ خُتِمَتِ النُّبُوَّةُ وَبِشَرِيْعَتِهٖ خُتِمَتِ الشَّرَائِعُ وَالشَّرْعِيَّاتُ آپ ﷺ کی نبوّت پر سلسلہ نبوّب کو ختم کر دیا گیا اور آپ ﷺ کی شریعت پر تمام سابقہ شریعتوں اور شرعی امور کا خاتمہ کیا گیا۔"

(کتاب الاعتقادیہ اردو عربی ترجمہ علامہ محمد بشیرؒ صفحہ ۴۲)

ان عبارات میں یہ حقیقت واضح کر دی کہ میر سید محمد نور بخشؒ حضرت محمد ﷺ کو ہی خاتم النبیین مانتے ہیں، آپ ﷺ کو ہی خاتم المرسلین کہتے ہیں اور آپ ﷺ کی شریعت کو خاتمۃ الشرائع تسلیم کرتے ہیں۔ ایسے میں اِدّعاء نبوت کا شبہ بے بنیاد ہے۔ لہٰذا لازما "اَمَرَنِيْ" سے کوئی ایسا مفہوم لینا ہو گا جو انبیاء کے سوا اولیاء اللہ کو بھی حاصل ہے۔ چنانچہ یہاں " اَمَرَنِيْ" بمعنی " اَلْهَمَنِيْ" کے ہیں۔ اس کی مثال قرآن پاک میں بکثرت موجود ہے۔ الہام نہ صرف اولیاء اور انبیاء کو ہوتا ہے بلکہ حسب ارشاد خداوندی

"وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا○ اور قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے اسے درست کر کے بنایا۔ (سورہ شمس آیت ۷)

ہر فرد بشر کو نیکی و بدی کا الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

لفظ وحی جو اصطلاحی معنوں میں انبیاء اور رسل کا خاصہ ہے، قرآن پاک میں اس کی نسبت انبیاء کے بجائے مختلف چیزوں کی طرف کی گئی ہے۔ جیسا کہ فرمایا" وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ○

اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو ارشاد فرمایا کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور اونچی اونچی چھتریوں میں جو

لوگ بناتے ہیں اپنا گھر بنا "(سورۃ النحل آیت ٦٨) ایک اور جگہ پر فرمایا!

"اِذۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰۤی اُمِّكَ مَا یُوۡحٰۤی○اے موسیٰ جب ہم نے تیری ماں کی طرف وحی کی"(سوہ طٰہٰ آیت ٣٨)

ایک اور جگہ پر فرمایا! کہ

"اِنَّ الشَّیٰطِیۡنَ لَیُوۡحُوۡنَ اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓئِہِمۡ بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں" (سورہ انعام آیت ١٢١)

یہاں وحی کرنے والے شیاطین ہیں اور جن کی طرف وحی بھیجی جارہی ہے وہ شیاطین کے اولیاء ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سی مثالیں ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ چاہے امر ہو یا لفظ وحی القاء اور الہام کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

جواب نمبر ٢ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ جس طرح آیت کریمہ "اِنَّ اللہَ یَاۡمُرُکُمۡ" میں یامر میں ضمیر "ھُوَ" اللہ کی طرف راجع ہے اور فعل کا فاعل ہے اور ضمیر منصوب متصل مفعول بہ ہے۔ "اللہَ" امر کرنے والا اور "کُمۡ" مامور ہے۔ اس طرح" اَنَّ اللہَ اَمَرَنِیۡ " میں ضمیر اللہ کی طرف راجع اور فاعل ہے۔ "ن" و قایہ ضمیر منصوب متصل مفعول ہے۔ اللہ امیر اور "ی" ضمیر مامور ہے۔ جب "یامرکم" میں کم نبی نہیں بنتے تو "اَمَرَنِیۡ" میں "ی" نبی کیسے بن سکتا ہے۔

اوامر ونواہی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے آپ کو مامور سمجھنا شریعت کا تقاضا ہے۔ اسی راز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

جب تک نہ ہو تیرے ضمیر پہ نزول کتاب گرہ کُشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشّاف

(جاری ہے)

***

احادیث

صالح اور ہم نشین

غلام حسن حسنو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ: مَثَلُ جَلِيْسِ الصَّالِحِ كَمَثَلِ الْعَطَّارِ اِنْ لَّمْ يَحْذُكَ مِنْ عِطْرِهٖ عَبَقَ بِكَ رَائِحَتُهٗ وَمَثَلُ جَلِيْسِ السُّوْءِ كَمَثَلِ نَافِخِ الْكِيْرِ اِنْ لَّمْ يُحْرِقْكَ نَارُهٗ عَبِقَ بِكَ دُخَانُهٗ۔

صالح ہم نشین کی مثال عطار کی سی ہے اگر تمہیں اس کا عطر نہ ملے تو بھی اس کی خوشبو تمہیں پہنچ ہی جاتی ہے اور ہمنشین سوء کی مثال اس لوہار کی سی ہے اگر اس کی آگ تمہیں جلا نہ ڈالے تو بھی اس کا دھواں تم کو پہنچ ہی جاتا ہے۔

یہ حدیث مختلف راویوں سے عبارات میں تھوڑی بہت فرق کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں نقل ہوئی ہے۔

کیمیائے سعادت ،حدیقۃ الحقیقۃ، نہج الفصاحہ ، شہاب الاخبار ،المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث ۔برد الیقین ، کاشف الاسرار۔ دو رسالۂ عرفانی۔

اس حدیث مبارک میں چار نکتوں کا بیان ہے۔

اول: یہ کہ اس کا مرکزی نکتہ ہم نشین کی تاثیر اور صحبت کا اثر ہے۔دوم: یہ کہ صحبت اثر سے خالی ہرگز نہیں ہوتی البتہ تاثیر کم یا زیادہ ہو سکتی ہے۔سوئم: نیک اور اچھے آدمی کی صحبت سے فائدہ ہوتا ہے اور چہارم: برے آدمی کی صحبت سے اگر بہت زیادہ نقصان نہ پہنچے تو بھی تھوڑی بہت نقصان ضرور پہنچ جاتا ہے۔

کوئی بھی شخص اکیلا نہیں رہ سکتا کسی نہ کسی مرحلے پر کسی دوسرے کی رفاقت اختیار کیے بنا کام نہیں چل سکتا یوں انسان مل جل کر رہنے پر مجبور ہوتا ہے یہیں سے انسانی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔اسی وجہ سے انسان کو معاشرتی حیوان بھی کہا جاتا ہے۔

سعدی اپنی شہرۂ آفاق کلاسیکی کتاب گلستان میں لکھتے ہیں کہ ایک دن حمام میں میرے ہاتھ خوشبودار مٹی آئی میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ تم مشک یا عنبر کب بن گئی ہو تمہاری خوشبو سے میرا دل سرشار ہو گیا ہے؟ یہ سن کر مٹی

کہنے لگی کہ میں تو اب بھی ناچیز مٹی ہی ہوں البتہ میں چند دن خوشبودار پھول کی صحبت میں بیٹھا۔

جمال ہم نشین در من اثر کرد   وگرنہ من ہمین خاکم کہ ہستم

ہم نشین کے حسن و جمال اور خوشبو نے مجھ میں اثر کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے ورنہ میں اب بھی حقیر سی مٹی ہی ہوں۔

اس سے ثابت ہوا کہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے چنانچہ مولانا روم بھی یوں نصیحت فرماتے ہیں کہ

یعنی صالح کی صحبت تمہیں بھی صالح بنائے گی جبکہ بدبخت کی صحبت تمہیں بھی بدبخت بنا دے گی۔

اس لئے ہمیں چاہیے کہ جن لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا پڑتا ہو پہلے انہیں دیکھے کہ وہ کیسے ہیں؟ ان کا کردار، رفتار اور گفتار کیسے ہیں؟ ان کی تربیت کیسے ہوئی ہے؟ اس کی نشست و برخاست کن لوگوں کے ساتھ ہے؟ اور ان کے دوست احباب اور رشتہ دار کیسے ہیں؟ اور حتی المقدور اچھے اور بہتر لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست رکھے برے لوگوں کے ساتھ اٹھنے، بیٹھنے اور تعلق رکھنے سے گریز کرے تاکہ نیک لوگوں سے فائدہ حاصل کرے اور نقصان سے بچ جائے۔ برے لوگوں سے دور رہے تاکہ بروں کی شقاوت سے محفوظ رہے کیونکہ اگر برے لوگ ہمیں اپنے ڈھب پر نہ لے جائے تو بھی کوئی نہ کوئی نقصان ضرور پہنچائیں گے۔ اسی طرح اپنی اولاد کو بھی اچھے اور نیک لوگوں اور اچھے ابنائے جنس کے ساتھ میل جول رکھنے کا اہتمام کرے تاکہ بچوں کی تعلیم و تربیت اچھی طرح ہو سکے بصورت دیگر برے لوگ بچوں کے مستقبل کو تباہ کرکے رکھ دیں گے۔ اسی حدیث کے تناظر میں ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

اَلرَّفِیْقُ قَبْلَ الطَّرِیْقِ وَالْجَارُ قَبْلَ الدَّارِ۔ یعنی سفر سے پہلے رفیق سفر اور گھر بنانے سے پہلے ہمسایہ تلاش کرو۔

یعنی اکیلا سفر کرنے کی بجائے پہلے ایک رفیق سفر کا انتخاب کرلو جو نیک، وفادار، ہمدرد اور تعاون کرنے والا ہو اور گھر بنانے یا لینے سے پہلے ایک ایسا ہمسایہ اور پڑوسی دیکھ لو جو نیک، وفادار، ہمدرد اور تعاون کرنے والا ہو تاکہ ضرورت کے وقت اس سے مدد مل سکے خود غرض، مجرم، بے وفا، اور عدم تعاون کرنے والا نہ۔

***

تعارفِ مخطوطات

بہجۃ الطائفہ اور صوم القلب

محمد یعقوب براہوی

تاریخ تصوف وکتب تصوف کے نادر ترین مخطوطات کی دریافت اور اُن مخطوطات کی تحقیق و تدوین میں مستشرقین کا کردار نہایت قابل تعریف ہے۔ تصوف کا انساکلوپیڈیا رسالہ قشریہ، کتاب اللمع ہو یا مثنوی معنوی اور کشف المحجوب ان تمام نادر کتب کی تحقیق واشاعت میں مستشرقین کا کلیدی کرادر رہاہے۔اسی لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ تاریخ تصوف میں کتب تصوف کی اشاعت کے حوالے سے اہل تصوف پر مستشرقین نے احسان عظیم کیاہے۔

اُن مستشرقین میں سے ایک نام پروفیسر ایڈورڈ بڈین ہے۔جس نے پہلی بار سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ عالیہ صوفیہ نوربخشیہ کے قطب الاقطاب شیخ ضیاء الدین ابوعمار یاسر بدلیسیؒ کی دو تصنیف بہجۃ الطائفہ اور صوم القلب کو منظر عام پر لیا اور دونوں کتابوں کو اُس نے اپنے پی ایچ ڈی مقالے کا موضوع بنایا، غالباً 1977 میں اُنھوں نے متن کی تحقیق اور جرمن زبان میں ترجمے کے ساتھ اپنا تحقیقی مقالہ مکمل کیا اور 1999 میں برلن اور بیروت لبنان سے یہ دونوں کتابیں ایک جلد میں بہجۃ الطائفہ وصوم القلب کے نام سے شائع ہوئی۔

پروفیسر موصوف اس وقت سویزرلینڈ میں زندگی کے 80 بہار دیکھ رہے ہیں اُن سے متعدد بار امیل کے ذریعے رابطہ رہا بات چیت کے دوران معلوم ہوا وہ آزادی فلسطین کے بڑے داعی ہے، وہ اس وقت تنظیم آزادیِ فلسطین سویزرلینڈ کے بانی اور چیرمین ہے اور اُن کا کہنا تھا اب آخری خواہش صرف یہی ہے کہ مرنے سے پہلے فلسطین کو آزاد ہوتا ہوا دیکھوں۔ پروفیسر ایڈورڈ سے ملاقات بہت دلچسپ ہے لیکن اس وقت وہ ہمارا موضوع نہیں ہے انشاء اللہ آئندہ کسی مضمون میں تفصیل سے اُن کی خدمات پر روشنی ڈالوں گا۔

بہجۃ الطائفہ اور صوم القلب

ان دونوں کتابوں کے مخطوطات جرمنی کے شہر برلن لائبریری میں نمبر 2842 اور 3133 کے تحت موجود ہے۔ ہمارے نزدیک ان دونوں قلمی نسخوں کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ وہ یہ کہ ترقیمہ کے مطابق اس

کی کتابت مصنف کے حیات یعنی ماہ صفر 603 میں مکمل ہوئی ہے اگرچہ شیخ عمار یاسر بدلیسیؒ کا سال وصال مجہول ہے۔ کسی نے 590ھ اور کسی نے 604ھ لکھا ہے۔ بلفرض سال وفات 590ھ سے 604ھ کا درمیانہ عرصہ بھی ہو تو تب حیات کے نزدیک ترین مخطوطہ شمار کیا جائے گا۔

اگرچہ شاہ ہمدان ڈیجیٹل لائبریری میں اور بھی قدیم ترین قلمی نسخے موجود ہیں جن میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں کتابت ہونے والا قرآن مجید کا نادر نسخے کے علاوہ اور بھی کئی نایاب نسخے ہمارے ڈیٹابیس کی زینت ہیں لیکن سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ عالیہ صوفیہ نوربخشیہ کے مخطوطات میں سے ان دونوں نسخوں کو قدیم ترین نسخہ ہونے کا اعزار حاصل ہے۔

بہجۃ الطائفہ کا مخطوطہ ۴۶ اوراق اور صوم القلب ۲۳ اوراق پر مشتمل ہے۔ دونوں نسخوں کے ہر صفحات پر ۲۲ سطریں ہیں البتہ صوم القلب کا صفحہ نمبر ایک الف اودس الف ۲۰ سطروں پر اور دس ب ۲۴ سطروں پر مشتمل ہیں یہ تینوں صفحات باقی صفحوں کی بہ نسبت زیادہ خوشخط، زیادہ واضح اور صاف ہیں باقی پورا مخطوطہ مدہم لیکن پڑھنے کے قابل ہے اور ہر سطر میں ۹ سے ۱۲ کلمات ہیں بہت سے حروف پر نقطے نہیں ہیں۔

ترجمہ اور شرح

رسالہ صوم القلب کا جرمن ترجمہ 1999 میں برلن اور بیروت سے شائع ہو چکا ہے اور فارسی ترجمہ و شرح ایک ایرانی محقق ڈاکٹر محمد یوسف نیری نے روزہ دل کے نام سے کیا ہے جس سے 2017 میں تہران کے مشہور پبلشر انتشارات مولیٰ نے شائع کیا ہے۔اس کا اُردو ترجمہ اُستاد محترم جناب مولانا شکور علی انوار نے مکمل کیا ہے اب اس کی اشاعت کے لیے کسی مسیحا کا منتظر ہے۔

بہجۃ الطائفہ بھی برلن اور بیروت سے عربی متن کے ساتھ شائع ہو چکا ہے اور اس کا اُردو ترجمہ ہمارے دوست محقق جناب مولانا علی محمد محمدیؔ منہاجن صاحب نے مکمل کرکے ہم تک پہنچایا ہے انشاء اللہ آئندہ شماروں میں تشنگان علم کے لیے بہجۃ الطائفہ کو قسط وار شائع کرنے کا فیصلہ ہے۔

***

عکس نسخہ صوم القلب


نصيبه الجسم قال الله تعالى فلكن تعمى القلوب التي في الصدور
ومن ذلك عرض من عرض القلب اودية التفرقة فمنها يحصل
الشك والشرك ولا التخلص منها الا بالجمعية لان من تشعب
[illegible] التفويض عن اراده الله ان يهديه يشرح
صدره [illegible] التفرقة [illegible] الجمعية فاذا حصلت الجمعية
من مقام عين الجمع اجمع لله تعالى بالكلية واستقام مع الله
بمعاملته [illegible] عن حوله وقوته
مستقلا في تصحيح عبوديته بحمل ما يرد عليه مكتفيا بعلم
الله فيه في كل ما يرد اليه [illegible] في العبودية واول
التوحيد الربوبية وجحد الشرك بلسان القلب فهو التوحيد
على الحقيقة وصفته توحيد الحقيقة وذكر الحقيقة ان من
وحد على الحقيقه وشهد ذكر على الحقيقه ذكر وهو
علامة [illegible] ذكرها الله سبحانه فقال اذكروني اذكركم
وقال واذكر ربك اذا نسيت [illegible] الذاكرين
فاذكر ذكر شهود لا ذكر وجود فذكر الشهود ذكر العيان
وفي ذكر الشهود نسيان الوجود فليس الوجود الا انا
ذكري التي هي صفتي فصفته ذكرني على لسان عبدي
وقلبه والعبد فيه نائبه واله [illegible] القلب [illegible]
[illegible]
[illegible]
فصار مذكورا وذكر اللسان [illegible]
والاركان [illegible] صار بصفة اللسان [illegible]

عکس بہجۃ الطائفہ



بسم الله الرحمن الرحيم رب يسر ولا تعسر

الحمد لله الفرد العظيم الواحد الصمد الرحيم وصلى الله على

محمد النبي الكريم المخصوص بالخلق العظيم وعلى آله واصحابه الداعين

الى المنهج القويم والصراط المستقيم وسلم تسليما ...

قندِ مکرر

اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شکور علی انور کوروی

تعارف سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے عنوان سے جن ذمہ داریوں کو نبھایا جارہا ہے ان کی نزاکت سے قارئین بخوبی واقف ہیں ناچیز ایک اخلاقی فریضہ کی بنیاد پر یہ کدوکاوش بروئے کار لارہاہے ورنہ سینکڑوں اہل علم و عرفان موجود ہیں جن کی علمیت حجت مانی جاتی ہے۔ اگر کسی مسئلہ کی تحقیق میں ناچیز شرح صدر سے عاجز رہے تو علمائے کرام سے اصلاح کلام کی دعوت ہے جو کشف حقائق کے سلسلے میں تعاون متصور ہوگا۔

عنوان بالا کے ضمن میں میں ہم چند آیات قرآنی پیش کرتے ہیں جن میں تکریم وتوقیر صحابہؓ کا عندیہ پایا جاتاہے۔

۱۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ (آل عمران:۱۱۰)

تم بہترین اُمّت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت میں امت اصحابِ رسول کی فضیلت کے بارے میں بیان پایا جاتا ہے۔

۲۔ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ (انفال: ۶۲۔۶۳)

وہی ہے جس نے آپ کو اپنی مدد کے ذریعے اور اہلِ ایمان کے ذریعے طاقت بخشی اور اسی نے مسلمانوں کے دلوں میں باہمی الفت پیدا فرمادی۔ اگر آپ وہ سب کچھ جو زمین میں ہے خرچ کرڈالتے تو بھی آپ ان کے دلوں میں الفت پیدا

نہ کرسکتے لیکن اللہ نے ان کے درمیان محبت پیدا فرمادی۔ بے شک وہ بڑے غلبہ والا حکمت والا ہے۔

۳ ۔مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ تَرٰىہُمۡ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضۡوَانًا ۫ سِیۡمَاہُمۡ فِیۡ وُجُوۡہِہِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ (الفتح: ۲۹)

محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ کی معیت اور سنگت میں ہیں، کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجود کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔

اس آیت میں صیغہ جمع کے ساتھ ضمائر کے مشار الیھم صحابہ کرام ہیں چاہے انفراداً یا اجتماعاً صحابہ کرام ہی پر اطلاق ہو رہا ہے اور اکثر صلحاء مفسرین کا اسی پر اتفاق ہے۔

۴ ۔ وَ السّٰبِقُوۡنَ الۡاَوَّلُوۡنَ مِنَ الۡمُہٰجِرِیۡنَ وَ الۡاَنۡصَارِ وَ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡہُمۡ بِاِحۡسَانٍ ۙ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ تَحۡتَہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿ (التوبۃ:۱۰۰)

اور مہاجرین اور انصار میں سے سبقت لے جانے والے، سب سے پہلے ایمان لانے والے اور درجۂ احسان کے ساتھ اُن کی پیروی کرنے والے، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے اور اس نے ان کے لیے جنتیں تیار فرما رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، یہی زبردست کامیابی ہے۔

٦۔ وَ السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ۚ اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ۚ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿ (الواقعہ:۱۰۔۱۲)

اور سبقت لے جانے والے پیش قدمی کرنے والے ہیں یہی مقرّب ہوں گے نعمتوں کے باغات میں رہیں گے۔

وَ الَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَ لِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ وَ لَا تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّکَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿ (الحشر:۱۰)

اور وہ لوگ (بھی) جو اُن (مہاجرین و انصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش

دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھ۔

اے ہمارے رب! بے شک تو بہت شفقت فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے ۔

حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کی آفاقی سوچ سے مزین نظریہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سب آسمان توحید کے روشن اور درخشندہ ستارے ہیں۔ ان کا مقام معصوم عن الخطانہ ہوتے ہوئے بھی سابقین و اولین کی منزل میں ہے اور مہاجرین وانصار حضرت رسول اللہ ﷺ کے دوستدار اور محبت کے طرفدار ہیں جن کی نیک خصلتوں کے باعث قرآن سراپا مدح سرا ہے۔ شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ العزیز کی تالیفات اس بات پر شاہد ہیں۔ آپ نے صحابہؓ کرام کے طبقات اور ان کے درجات کا تعین کرتے ہوئے تین اہم تاریخی واقعات پر تبصرہ فرمایا ہے۔

پہلا واقعہ حضرت خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا دن ہے کہ چار آدمیوں نے آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام کی تصدیق کی اور ان چار میں سے سبقت لے جانے والے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آدم الاولیا کالقب دیا گیا۔

دوسرا واقعہ غزوہ بدر کا ہے کہ کافروں کے خلاف جہد کا پہلا دن تھا۔ اس میں جانباز مجاہدین کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔

تیسرا واقعہ حجۃ الوداع کا دن ہے جو کہ فتح مبین اور خدا تعالیٰ کی اتمام حجت کا دن تھا۔ سرور کائنات ﷺ کے ہمرکاب جماعت صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تھی جس وقت آیہ **الیوم اکملت لکم دینکم** الخ کا نزول ہوا اور اس وقت شمع ہدایت کے پروانوں کی اور فخر موجودات علیہ صلواۃ کے متبعین کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہو چکی تھی ان سب کو سید الانبیأعلیہ الصلواۃ والسلام کی ذات مقدس کی صحبت ایمانی کی وجہ سے اصحاب کہا جاتا ہے۔ (سلسلۃ الذھب جلد دوم ص ۲۲۰)

ہمارا عقیدہ ہے کہ جن حضرات پر صحابیت کی صداقت برابر آتی ہے ان کا تعلق جسماً اور روحاً رسول اللہ

ﷺ سے ہونا ثابت ہے جو حقیقی رفاقت، صحبت اور معیت کے معانی کے داعی و حامی ہیں اور جن میں صحابیت کی تمام صفات پائی جاتی ہیں ان کی شخصیت تو دین اسلام کے لئے باعث صد افتخار ہے۔ ان کا وجود معدن اسرار و شہود ہے۔ ان کی خدمات دین اسلام کی صحیح تابعداری اور اہل اسلام پر احسانِ عظیم ہیں۔ ان کے دم قدم سے کفر و الحاد کی بنیاد ہل گئی، فتح و نصرت کے سلسلوں میں اضافہ ہوا، شرق و غرب میں اسلام کا بول بالا ہو گیا۔ مہاجرین و انصار میں سے وہ ہستیاں بھی نامداری کی حامل ہیں جن کی معاونت سے حضرت رسول ا ﷺ کے بلند حوصلوں میں دو چند اضافہ ہوا جن کے حسنِ روایات اور اخلاص و وفا کی درخشان چال کی صداقت پر قرآن شاہد ہے اور سبھی مسلمان انہیں توقیر و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں اور یہی اہل علم و عرفان کا نقطہ نظر ہے۔

ذخیرۃ الملوک میں حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ نے صحابہ کرامؓ کی حیثیت و مقام پر تفصیلی بحث کی ہے۔ (تفصیلات کے لئے قارئین مذکورہ کتاب سے رجوع کر سکتے ہیں) علاوہ ازیں حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کی تمام کتابوں میں صحابہ کرامؓ کا احترام سے تذکرہ ملتا ہے اور حضرت علیؑ اور اہل بیت کے بارے میں آپ نے خصوصی طور پر تالیفات کی ہیں۔ اس لئے سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات میں ان بزرگان سلف صالحین کے اقوال و افعال و احوال کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے اور یہی ہمارے مراجعات میں شامل ہیں۔

سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ جہاں اسلام کے ایمانی ارکان اور اصولی و فروعی روشن نظریات اور عقائد پر یقین رکھتا ہے وہاں دیگر تاریخی بدیہات و مصدقات کو بھی زیر نظر رکھتا ہے۔ صحابہ کرامؓ چونکہ رسول اللہ ﷺ کے مؤید و ناصر ہیں جن کی زندگیاں اسلام ہی کی بدولت اور اسلام ہی کی خاطر عنادو ایذا اور مصائب و آلام کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کے باعث تابناک ہوئیں، ان کو وہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی سیرت و کردار کو قرآنی تعلیمات کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں اور پھر اسے قابل تقلید سمجھتے ہیں۔ نوربخشی تعلیمات میں مجموعی طور پر صحابہ کرامؓ کا بڑا احترام اور مقام پایا جاتا ہے اور ان کا تذکرہ ادب سے کیا جاتا ہے۔

ا۔ درود اکبر کے آخری سطور میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

وَصَلَّى اللهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهِ الطَّاهِرِيْنَ

اللہ تعالیٰ کا درود ہو اپنے بہترین خلق حضرت محمد ﷺ پر آپ ﷺ کی آل پر، اصحاب پر، ازواج پر، اولاد پر اور

پاک اہلبیت پر۔

دیکھئے یہاں صحابہ کرام کو درود کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تمام آل، اولاد اور ازواج پر بھی درود بھیجا گیا ہے۔ جبکہ عام مسلمان صحابہ کو صرف رضی اللہ عنہ کا اضافہ کر کے یاد کرتے ہیں۔ نوربخشی تعلیمات غیر اعتدالی گروہوں کے برعکس اعتدال و اوسط کی ہیں۔

۲۔ جب نوربخشی علماء کرام خطبۂ نکاح پڑھنے کی سنت ادا کر رہے ہوتے ہیں تو وہ یہ مذکور عبارت بزبان حال ادا کرتے ہیں۔

صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَاَصْحَابِهِ الْكِرَامِ اللہ تعالیٰ کا درود سلام آپ اور آپ کے اولاد اور اصحاب کرام پر ہو۔

۳۔ سلطان الاولیاء حضرت میر سید علی ہمدانیؒ جن کے مشرب عرفان سے ہمارا قلبی تعلق اور ربط ہے انہوں نے "اوراد فتحیہ" کو سینکڑوں اولیائے کرام سے اخذ کیا ہے اس میں تمام اسمائے اعظم کو جمع کیا گیا ہے نوربخشی وہ خوش قسمت لوگ ہیں جو ہر صبح کا آغاز اسی اوراد کے ورد سے کرتے ہیں۔ فریضۂ صبح ادا کرنے کے بعد تا طلوع آفتاب اوراد فتحیہ کا اجتماعی ورد کرتے ہیں اور آہ سرد اور چشم تر کے ساتھ ان کلمات کو بھی ادا کرتے ہیں۔

صَلَوَاتُ اللهِ تَعَالٰی وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِيَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَحَمَلَةِ عَرْشِهٖ وَجَمِيْعِ خَلْقِهٖ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں (درود) اور اللہ کے فرشتوں، پیغمبروں، رسولوں، حاملین عرش اور تمام مخلوق کی طرف سے درود و سلام ہو ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ آپ ﷺ کی آل اور آپ ﷺ کے اصحاب کرامؓ پر ہو۔

۴۔ اوراد فتحیہ کے آخری حصے میں صحابہ کرام پر یوں درود و سلام کے تحائف بھیجے گئے ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

***

اقوال بزرگاں

تعلیمات امام حسن علیہ السلام

غلام حسن حسنو

ذیل میں ہم امام حسن علیہ السلام کے بعض ارشادات بمع اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں یہ ارشادات فصاحت وبلاغت کے مرقع اور آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں جن سے اہل علم وادب خوب فائدہ اٹھاتے ہیں چودہ سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی قابل عمل ہیں۔

سوال نصف علم ہے : حُسْنُ السَّوَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ بہترین سوال نصف علم ہے۔ آج دنیاوی علم میں مانی ہوئی بات ہے کہ جن کو درست اور بہترین انداز میں سوال کرنا آتا ہے وہ علمی میدانوں میں دوسروں سے سبقت لے جاتے ہیں۔

مال ومتاعِ دنیا: اِعْلَمْ اِنَّ الدُّنْیَا فِیْ حَلَالِهَا حِسَابٌ وَ فِیْ حَرَامِهَا عِقَابٌ وَفِی الشُّبْهَاتِ عِتَابٌ۔ دنیوی حلال چیزوں کے لئے حساب، حرام کے لئے عذاب اور مشکوک اشیاء کے لئے سرزنش ہے۔(۱)

باہمی میل جول عقلمند کی علامت : رَاسُ الْعَقْلِ مُعَاشِرَةُ النَّاسِ بِالْجَمِیْلِ۔ لوگوں کے ساتھ اچھا میل جول رکھنا عقلمندی کی نشانی ہے۔(۲)

وقت کی قدر : اَلْفُرْصَةُ سَرِیْعَةُ الْفَوْتِ بَطِیْئَةُ الْعَوْدِ۔ فرصت کا وقت تیزی سے گزرتے ہیں اس لئے عقلمند لوگ وقت سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔(۳)

اطاعت الٰہی کا فائدہ: اِذَا اَرَدْتَ عِزًّا بِلَا عَشِیْرَةٍ وَهَیْبَةً بِلَا سُلْطَانٍ فَاخْرُجْ مِنْ ذِلِّ مَعْصِیَةِ اللهِ اِلَیٰ عِزِّ طَاعَةِ اللهِ۔ جو بغیر قوم قبیلے کے عزت بغیر حکومت کے رعب ودبدبہ حاصل کرنا چاہے تو اسے معصیت خدا کی ذلت سے نکل کر اطاعت الٰہی کی عزت میں داخل ہونا چاہیے۔(۴)

توکل و تفویض : کسی نے کہا کہ ابوذر کہتے ہیں کہ دولت کی بہ نسبت فقر اور صحت کی نسبت علالت مجھے پسند ہے

یہ سن کر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم کرے میرا قول یہ ہے کہ جس نے خود کو خدا کے حوالہ کر دیا اور اپنے تمام کام کاج اللہ کے سپرد کر دیئے اور اللہ کی مرضی کے خلاف اس کی کوئی تمنا و آرزو نہ رہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اختیارات عطا فرماتا ہے اور اس صورت میں وہ شخص قضا و قدر کے آگے سرنگون رہتا ہے۔(۵)

باہمی مشاورت کا فائدہ : مَا تَشَاوَرَ قَوْمٌ اِلَّا هَادُوْا اِلٰی رُشْدِهِمْ۔ قومیں باہم مشاورت کے ذریعے اپنے مقاصد اور اہداف تک پہنچ جاتی ہیں۔(۶)

عفو درگزر کا اجر: اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَادٰى مُنَادٍ! يَا اَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَقُمْ! فَلَا يَقُوْمُ اِلَّا اَهْلُ الْعَفْوِ۔ قیامت کے دن منادی ندا دے گا لوگو! جس کا اجر اللہ کے ذمے ہو وہ کھڑے ہوں! یہ سن کر صرف اہل عفو و درگزر کھڑے ہو جائیں گے۔(۷)

عقل و دین کی اہمیت: لَا اَدَبَ لِمَنْ لَا عَقْلَ لَهٗ وَ لَا مُرُوَّةَ لِمَنْ لَا هِمَّةَ لَهٗ وَ لَا حَيَاءَ لِمَنْ لَا دِيْنَ لَهٗ۔ بے عقل بے ادب، بے ہمت بے مروت اور بے دین بے حیا ہوتے ہیں۔(۸)

غصہ اور نفس کا کنٹرول : اَلْغَيْضُ وَ مُلْكُ النَّفْسِ غصے کو پی جانا اور نفس کو آپے میں لینا ہے یعنی نفس امارہ کو کنٹرول کرنا ہے۔

قناعت اور فقر: آپ سے فقر اور قناعت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ

خَيْرُ الْغِنٰى اَلْقُنُوْعُ وَشَرُّ الْفَقْرِ اَلْخُضُوْعُ۔ بہترین مالداری قناعت ہے اور بدترین فقیری دولتمندوں کے سامنے سر جھکانا ہے۔(۹)

فرض کی اہمیت: اِذَا ضَرَّتِ النَّوَافِلُ بِالْفَرِيْضَةِ رَفَضُوْهَا۔ اگر نوافل سے فریضہ کو نقصان پہنچتا ہو تو نوافل کو چھوڑ دو۔(۱۰)

دنیا و آخرت کے لئے سعی: وَاعْمَلْ لِدُنْيَاكَ كَاَنَّكَ تَعِيْشُ اَبَدًا وَاعْمَلْ لِاٰخِرَتِكَ كَاَنَّكَ تَمُوْتُ غَدًا

اپنی دنیا کے لئے اس طرح کوشش کرو جیسے تم کو ہمیشہ یہاں رہنا ہے اور آخرت کے لئے ایسی سعی کرو جیسے تم کو کل مر جانا ہے۔

سنت رسول کی اہمیت: اِنَّمَا الْخَلِيْفَةُ مَنْ سَارَ بِسِيْرَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَ سَلَّمَ وَعَمِلَ بِطَاعَةِ اللهِ وَلَعُمْرِیْ اَنَا اَعْلَامُ الْهُدٰی وَ مَنَارُ التُّقٰی۔ خلیفہ تو فقط وہی ہے جو پیغمبر خدا ﷺ کی سیرت پر چلتا ہے اور اللہ کی اطاعت کرتا ہے میری جان کی قسم! بیشک ہم ہی ہدایت کے پرچم ہیں اور تقویٰ کے منارے۔(۱۱)

ظاہر و باطن کی تضاد: عَجِبْتُ لِمَنْ يَّتَفَكَّرُ فِيْ مَاكُوْلِهٖ لَا يَتَفَكَّرُ فِيْ مَعْقُوْلِهٖ فَيَكْنِبُ بَطْنَهُ مَا يُؤْذِيْهِ وَيُوْدِعُ صَدْرَهٗ مَا يُرْدِيْهِ۔ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو اپنے ماکولات میں تو غور و فکر کرتا ہے۔ لیکن معقولات میں نہیں پس وہ نقصان دہ غذاوں سے تو اپنے پیٹ کو محفوظ رکھتا ہے مگر سینوں میں ان چیزوں کو جانے دیتا ہے جو اس کو خراب اور پست بنادے۔(۱۲)

جہالت کی حیثیت : لَا فَقْرَ مِثْلَ الْجَهْلِ۔ جہالت جیسی فقیری کوئی نہیں ہے ۔

دوست کو نصیحت: جنادہ بن امیہ کہتا ہے کہ میں نے عرض کی فرزند رسول ﷺ مجھے نصیحت فرمایئے تو آپ نے فرمایا: ہاں: اِسْتَعِدَّ لِسَفَرِكَ وَحَصِّلْ زَادَكَ قَبْلَ حُلُوْلِ اَجَلِكَ وَاعْلَمْ اَنَّكَ تَطْلُبُ الدُّنْيَا وَالْمَوْتُ يَطْلُبُكَ۔ تم پنے آخری سفر کے لئے تیار رہو اور اجل آنے سے پہلے پہلے زاد عقبی حاصل کرلو اور جان لے کہ تم دنیا کی تلاش میں ہو اور موت تمہاری تلاش میں ہے۔(۱۳)

ہنسی مذاق کا نقصان: اَلْمَزَاحُ يَأْكُلُ الْهَيْبَةَ وَقَدْ اَكْثَرَ مِنَ الْهَيْبَةِ الصَّامِتِ۔ مزاح ہیبت کو ختم کر دیتا ہے اور خاموش انسان کی ہیبت زیادہ ہوتی ہے۔(۱۴)

آج کا کام آج کل کا کل: وَلَا تَحْمِلْ هَمَّ يَوْمِكَ الَّذِیْ لَمْ يَأْتِ عَلٰى يَوْمِكَ الَّذِیْ اَنْتَ فِيْهِ۔ آنے والے

دن کا غم آج کے دن پر جس میں تم زندگی کرتے ہو، بار نہ کرو۔(۱۵)

تقویٰ کی اہمیت: وَلَوْ كُنْتُ بِالْحَزْمِ مَنْ يَّتَّقِ اللهِ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا مِّنَ الْفِتَنِ وَيُسَدِّدْهُ فِيْ اَمْرِهِ وَيُهَيِّئْ لَهُ رُشْدَهُ۔ جو شخص تقویٰ کو پیشہ بنالے خداوند عالم اس کے لئے فتنوں سے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کے امر کی اصلاح کر دیتا ہے اور اس کی ہدایت کا انتظام فرماتا ہے۔(۱۶)

شکر اور ذکر الٰہی: وَحَثَّكُمْ عَلَى الشُّكْرِ وَافْتَرَضَ عَلَيْكُمُ الذِّكْرَ وَاَوْصَاكُمْ بِالتَّقْوٰى وَجَعَلَ التَّقْوٰى مُنْتَهٰى رَضَاهُ ۔ تمہیں شکر پر وادار کیا ہے اور تم پر ذکر کو فرض کر دیا اور تمہیں تقوی کے متعلق سفارش فرمائی اور تقوی کو اپنی انتہائی خوشنودی قرار دیا۔(۱۷)

مقدر کی اہمیت: وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللهَ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثًا وَّلَيْسَ بِتَارِكِكُمْ سُدًى كَتَبَ اٰجَالَكُمْ وَقَسَمَ بَيْنَكُمْ مَعَايِشَكُمْ لِيُعْرَفَ كُلُّ ذِيْ لِبٍّ مَنْزِلَتَهُ وَاِنَّ مَا قَدَرَ لَهُ اَصَابَهُ وَمَا صُرِفَ عَنْهُ فَلَنْ يُّصِيْبَهُ۔ جان لو کہ اللہ نے تمہیں بیہودہ خلق کیا ہے نہ تمہیں بے مقصد چھوٹ دینے والا ہے تمہارا اجل لکھ چکا اور تمہارے درمیان روزی تقسیم فرمادیا ہے تاکہ ہر عقلمند اپنی منزلت کو پہچان لے اور جان لے کہ جو کچھ مقدر ہوا ہے وہ پالے گا اور جو مقدر میں نہیں ہے اس تک ہرگز نہیں پہنچے گا۔(۱۸)

انسان ابن الوقت: اَلنَّاسُ عُبَيْدُ الدُّنْيَا وَالدِّيْنُ لَعِقٌ عَلٰى اَلْسِنَتِهِمْ يَحُوْطُوْنَهُ مَا دَرَّتْ مَعَايِشُهُمْ فَاِذَا مُحِّصُوْا بِالْبَلَاءِ قَلَّ الدَّيَّانُوْنَ۔ لوگ دنیا کے غلام ہیں اور دین ان کی زبانوں کے لئے ایک چٹنی ہے جب تک معاش کا دار مدار ہے دین کا نام لیتے ہیں۔ لیکن جب مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو دینداروں کی تعداد بہت کم ہو جاتی ہے۔(۱۹)

خوف خدا میں گریہ: اَلْبُكَاءُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ نَجَاةٌ مِّنَ النَّارِ۔ خوف خدا میں رونا دوزخ سے نجات کا ذریعہ ہے۔(۲۰)

صرف اور صرف اللہ: مَاذَا وَجَدَ مَنْ فَقَدَكَ؟ وَمَا الَّذِي فَقَدَ مَنْ وَجَدَكَ؟ لَقَدْ خَابَ مَنْ رَضِيَ دُونَكَ بَدَلاً۔ جس نے تجھے کھو دیا اس نے کیا پایا اور جس نے تجھ کو پایا اس نے کیا کھویا؟ جو بھی تیرے بدلے میں کسی چیز پر راضی ہوا وہ محروم و نامراد ہوا۔ (۲۱)

دعائے امام: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِي اٰخِرَهٗ وَ خَيْرَ عَمَلِي خَوَاتِمَهٗ وَ خَيْرَ اَيَّامِي يَوْمَ لِقَآئِكَ ۔ بار الہا! میری آخری عمر کو بہتر قرار دے، میرے عمل کا خاتمہ بخیر کرے اور تجھ سے ملاقات کے دن کو میرا بہترین دن بنادے! (۲۲)

اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ الشِّفَاءَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ وَالنَّصْرَ عَلَى الْاَعْدَآءِ وَالتَّوْفِيقَ لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضَا۔ اے اللہ! میں ہر بیماری سے شفا کا، ہر دشمن پر فتح و ظفر کا سوالی ہوں اور اس بات کی توفیق دے جو تجھے پسند و خوشنود ہو! (۲۳)

اہم ترین مصرف: کسی ضرورت کو مال تین اہم مصرف کے لئے دینا چاہیے ۔

- خون بہا دینے والے کو جبکہ وہ ادا کرنے سے عاجز ہو۔
- ضعیف و معذور کو جبکہ وہ کمانے سے عاجز ہو گیا ہو اور
- فقیر و مسکین کو جو تنگ دستی کا شکار ہو۔ (۲۴)

مہلک صفات: هِلَاكُ النَّاسِ فِي ثَلَاثٍ اَلْكِبْرُ وَالْحِرْصُ وَالْحَسَدُ۔ لوگوں کو ہلاک کرنے والی چیزیں تین ہیں تکبر و غرور، حرص و لالچ اور حسد و بغض (۲۵)

حق و باطل میں ۴ انگل کا فاصلہ: بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ اَرْبَعُ اَصَابِعَ مَا رَاَيْتَ بِعَيْنَيْكَ فَهُوَ الْحَقُّ وَقَدْ تَسْمَعُ بِاُذُنَيْكَ بَاطِلاً كَثِيْرًا۔ حق اور باطل میں یہی چار انگل کا فاصلہ ہے جو اپنی آنکھوں سے دیکھو وہ حق ہے اور کانوں سے تو بہت سی غلط باتیں بھی سنا کرتے ہو۔ (۲۶)

حواشی وتوضیحات

۱۔خاندان عصمت ص۱۲۸۔

۲۔گفتار دلنشین ص۷۶ یہ کتاب ائمہ اطہار کے فرامین کا مجموعہ فارسی اور اردو ترجمہ کے ساتھ دستیاب ہے۔

۳۔الحکم الزاہرہ جلد دوم ص ۴۲۰۔

۴۔گفتار دلنشین ص۷۶۔

۵۔تاریخ الخلفاء ص ۱۹۲۔

۶ اور۷۔الحکم الزاہرۃ جلد دوم ص ۴۰۵۔ایضاً ص ۴۰۸۔

۸،۹ اور ۱۰۔گفتار دلنشین ص ۸۰۔ایضاً ص ۸۴۔ایضاً ص ۸۶۔۸۷۔

۱۱۔تحف العقول ص ۲۳۲۔

۱۲۔۱۳۔۱۴۔۱۵۔۱۶۔گفتار دلنشین ص ۸۶۔ایضاً ص ۸۰۔ایضاً ایضاً ص ۸۶۔ایضاص ۸۴۔ایضاً ص ۸۶۔

۱۷ اور۱۸۔تحف العقول ص ۲۳۲۔ص ۲۳۲۔

۱۹ اور ۲۰۔ثورۃ الحسین ص ۲۴۵۔ایضاً ص ۲۴۵۔

۲۱۔گفتار دلنشین ص ۹۰۔

۲۲ اور۲۳۔مہج الدعوات ص ۳۵۵۔ایضاً ص ۳۵۶۔

۲۴۔سیرۃ پیشوایان ص ۸۹۔

۲۵۔گفتار دلنشین ص ۷۲۔

۲۶۔گفتار دلنشین ص ۷۸۔از تحف العقول ص ۲۲۹۔

***

تحقیقات تصوف

شیخ علاوالدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: عبد الرفیع حقیقت رِفیع
ترجمہ: سید سلطان محمد شگری

نوٹ: یہ مقالہ ایران کے مشہور دانشور عبد الرفیع حقیقت رفیع نے لکھ کر فرہنگ قومس سال ششم شمارہ ۲۰ میں شائع کیا ہے۔ موصوف نے سمنانی کا مکمل دیوان بھی خمخانۂ وحدت کے نام سے شائع کی تھی۔ یہ مضمون صفحہ ۷۳ سے ۱۰۰ تک یعنی کل ۲۷ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ہم اردو میں اس مضمون کی تلخیص یہاں دے رہے ہیں پہلی قسط نوائے صوفیہ شمارہ ۱۳۰ میں شائع ہو چکی ہے۔ دوسری اور آخری قسط نذر قارئین ہے۔ تاہم دونوں اقساط ویب سائٹ پر بھی دیا گیا ہے۔

شیخ علاوالدولہ سلسلۂ ذہبیہ کبرویہ سے متمسک اور فقہہ میں شافعی مذہب کے پیروکار تھے جو کہ اسلام کے دیگر مذاہب میں اہل تشیع سے قریب ترین مذہب ہے اسی لئے محمد علی مدرس ریحانۃ الادب میں لکھتے ہیں کہ:

"شیخ علاوالدولہ کے بعض کلمات سے تشیع ظاہر ہوتا ہے۔"

خود شیخ علاوالدولہ نے بھی چہل مجلس میں امام جعفر صادقؑ کے قول سے شیخ علاوالدولہ کا تواضع اور انصاف اس حد تک تھا کہ مولانا نظام الدین ہروی نے شیخ کو کافر قرار دیتے ہوئے ایک خط بھیج دیا شیخ نے مولانا کا خط پڑھا اور زار و قطار رونے لگا اور کہا کہ اے نفس! میں نے ستر سال کہا کہ تو کافر ہے لیکن تم نے یقین نہیں کیا آج کوئی شک نہیں رہے کیونکہ مسلمانوں کے امام اور شرق و غرب کے مفتی نے تجھے کافر قرار دیا ہے اب اطاعت گزار بن جا مجھے مزید رنجیدہ مت کر!

شیخ علاوالدولہ اپنے زمانے کے صوفیوں کا بے مثال مربی تھے آپ کے دستور العمل نے سالکین کو دین و دنیا کی سہولیات فراہم کیں۔ جامی نفحات الانس میں لکھتے ہیں۔ انہوں نے خود فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین اور اس کے مزارع کو اپنی حکمت سے تخلیق فرمایا اور یہ چاہتا ہے کہ یہ آباد ہو اور مخلوق کو فائدہ پہنچے۔ اگر لوگ جان لیں کہ دنیا کو آباد کرنے میں جو فائدہ کے حصول کے لئے ہو اسراف کے لئے نہ ہو اس میں کیا ثواب ہے؟ تو وہ ہرگز اس کام کو نہ چھوڑتے اور اگر یہ جان لیتے کہ زمین کو آباد نہ کرنے اور چھوڑے رکھنے میں کیا گناہ ہے؟ تو وہ

ہر گز اپنے اسباب کو خراب ہونے نہیں دیتا جس کے پاس زمین ہو اور اس میں سے ہر سال ۱۰۰۰ من غلہ حاصل کر سکتا ہو اگر کوتاہی اور بے مقصد چھوڑے رکھنے سے ۹۰۰ من غلہ حاصل کرے اور اس کی وجہ سے وہ ۱۰۰ من لوگوں کی حلق تک نہ پہنچ سکے اسی قدر اس سے حساب ہو گا۔

اسی طرح اگر کوئی اس حال میں ہو کہ دنیا اور اس کی تعمیر میں مشغول نہ ہو اچھے وقتوں میں وہ سستی کی وجہ سے زمین کو آباد نہیں کرتا اور اس کا نام وہ ترک دنیا اور زہد رکھتا ہے وہ شیطان کے سوا کسی کی پیروی نہیں کرتا اور کوئی بھی دنیوی اور اخروی اعتبار سے بے کار آدمی سے کم نہیں۔

شیخ علاوالدولہ بے نیازی اور فارغ البالی

قرن ہفتم وہشتم صدی ہجری کا بزرگ عارف شیخ علاوالدولہ کی ۷۷ سالہ زندگی دو نمایاں حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہے پہلا حصہ ۶۵۹ھ (سال ولادت) سے ۶۸۳ھ یعنی ۲۴ سال تک ہے روحانی حالت کی تبدیلی ، ذہنی بیداری، اور بلند ترین روحوں سے تعلق پر اختتام کو پہنچتا ہے۔ دوسرا حصہ ۶۸۳ھ سے ۷۳۴ھ سال وفات تک کے دوران فکری انقلاب میں تبدیلی اور آخر میں کمال معنوی کے سرحد پر پہنچنے پر ختم ہو تا ہے۔

اسی وجہ سے شیخ علاوالدولہ کی شہرت، اہمیت اور روشن فکری اس کی زندگی کے دوسرے دور سے متعلق ہے اور حقیقت میں اسے ایک نئی زندگی کا نام دیا جا سکتا ہے۔ انکی زندگی کے اسی درخشان دور نے آپ کی بلند ترین فکری جھلکیوں اور بلند مرتبہ انسانی رفتار و کردار کو ظاہر کیا ہے۔ ان میں سے ہمدان میں ارغون خان مغل سے ملاقات اور اس میں بادشاہ کے مقام و مرتبہ پر توجہ نہ دینے کا ذکر آپ کے شاگرد امیر اقبال سیستانی نے چہل مجلس کی مجلس ششم میں کیا ہے۔ اس سے آپ کی بے نیازی، بے خوفی اور فارغ البالی کی انتہاء پر پہنچنے اور حق، حقیقت، اللہ پر اعتقاد کے ساتھ مضبوط و بے تزلزل اور گہرے تعلق کی تائید ہوتی ہے جس طرح کہ بیان کرتے ہیں کہ:

شیخ قدس سرہٗ ارغون کے زمانے میں بغداد کے ارادے سے ہمدان پہنچ گئے تھے ارغون خان نے ایلچیوں کو بھیجا کہ اور آپ کو مجبور کر کے واپس لے گئے اور اپنے سامنے بلائے شیخ اس حکایت کو یوں بیان فرمایا ہے کہ: جب مجھے ارغون خان کے پاس لے گئے میں ان کے نزدیک گیا اور اس کے سامنے پالتی مار کر بیٹھ گیا چونکہ اس

سے پہلے بھی دوران ملازمت اس کے ساتھ گستاخ رہا تھا اور وہ بعض اوقات مجھ سے مذاح کرتے تھے اسی طرح مذاح کا آغاز کیا اور سوچا ہو گا کہ میں بھی حسب سابق اس کے ساتھ مذاح کروں گا لیکن میں مراقبہ میں چلا گیا جتنا اس نے مذاح کیا اور باتیں کیں میں نے کسی کا جواب نہیں دیا پھر اس نے مجھے پکڑ کر کہا کچھ تو بولو لیکن میں اس کی جانب قطعاً متوجہ نہیں ہوا امیر اماموں وزیر دیوان تھا اور خیمے کے باہر سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اندر آیا اور کہا کہ جواب دو میں نے کہا کہ وہ اپنی جگہ چلا جائے مجھے ان سے اب کوئی سروکار نہیں ہے اللہ تعائی کے سوا کسی سے کوئی خوف نہیں ہے ارغون خان ناراض ہو گیا اٹھا اور اپنی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ وہ فقیر لوگ جو اپنے کام میں مشغول ہوں بادشاہ کو درمیان آنے نہ دے کیونکہ ایک بیکار آدمی سو مصروف لوگوں کو کام سے روک لیتا ہے۔

آپ کی مشہور رباعی جو ایرانیوں کی زندگی کا سرمشق رہے گی۔

صد خانہ اگر بہ طاعت آباد کنی بہ زان نبود کہ خاطری شاد کنی گر بندہ کنی ز لطف آزادی را بہتر کہ ہزار بندۂ آزاد کنی

شیخ علاوالدولہ کی شاعری

تصنیف و تالیف کے علاوہ شیخ علاوالدولہ شعر و شاعری میں بھی بہت دلچسپی رکھتے تھے اور اپنے بیشتر افکار اور آراء کو نظم کی صورت میں لے آتے تھے شیخ کے بہت سارے ارادتمند لوگوں میں سے مشہور شاعر خواجوی کرمانی زیادہ معروف ہے انہوں نے کچھ عرصہ دور سلوک میں شیخ علاوالدولہ کے پاس صوفی آباد سمنان میں گزارا تھا اور اعتکاف بھی بجالایا تھا دولت شاہ سمرقندی خواجوی کرمانی کی شرح حال کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ سیاحت کے دوران شیخ العارفین، قدوۃ المحققین، رکن الملۃ والدین شیخ علاوالدولہ سمنانی قدس سرہ کی صحبت میں پہنچے اور ان کے مریدی اختیار کی اور سالوں تک صوفی آباد میں رہ کر شیخ کے اشعار کو جمع کیا اور یہ رباعی ان کے حق میں گویا ہوئے

ہر کو بہ رہ علی عمرانی شد چون خضر بہ چشمۂ حیوانی شد از وسوسہ وغارت شیطان وارست مانند علاوالدولہ سمنانی شد

استاد ذبیح اللہ صفا مرحوم شیخ علاوالدولہ سمنانی کے دیوان کے حصول کے بارے میں یوں لکھتے ہیں کہ

دیوان شیخ علاوالدولہ کی جمع آوری کی نسبت خواجوی کرمانی کی طرف کرتے ہیں اس دیوان کو شیخ علاوالدولہ کے شاگرد منہاج بن محمد السرائی کا لکھا خط نسخ میں لکھا ہوا ایک نسخہ کتابخانہ ملی پارس فرانس میں شمارہ ۱۶۳۳ Suppl: ملاہے جو کہ ۲۴ رمضان ۷۳۶ھ یعنی شیخ علاوالدولہ کی وفات کے دو ماہ بعد صوفی آباد سمنان خداداد میں اس کی کتابت مکمل ہوئی اصولاً اصل نسخہ معلوم نہیں کہ کہاں ہے؟ سے اخذ ہوا ہو گا چنانچہ شیخ علاوالدولہ کی تمام یادداشتیں اپنے بعض اشعار کے بارے میں اور ان کی تحریر کے زمان و مکان کو بھی ظاہر کیے ہیں افسوس ہے کہ اس کے بعض صفحات ناپید ہیں اور اس کا ایک حصہ بغیر ترتیب کے منتشر ہے چنانچہ نسخے کا پہلا حصہ شیخ علاوالدولہ کے ایک قصیدے سے شروع ہوتا ہے اور اس کے بعد دیوان کا ۳۸اوراق عربی میں ہے اور اس کے بعد اسی قصیدے کا آخری حصہ مکمل ہوا ہے۔ لیکن قصائد سمنانی نصیحت، تحقیق، عرفان، نعت، حمد، غزلیات، رباعیات سب کے سب شاعر کے عارفانہ مقاصد ہیں اور ان میں سے بعض مقام و موقع کی مناسبت سے بھی نظم ہوئے ہیں اور ان کے اشعار کا ایک حصہ تاریخی بھی ہے۔ بطور نمونہ یہاں صرف ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

محبوب سے ملاقات کا واقعہ بوقت اشراق، بروز جمعہ ۱۰ ذی القعدہ ۷۲۳ھ کو پیش آیا۔

در آمد دلبرم صبحی برم خوش   خوشم در بر گرفت آن یار مہ وش

شیخ علاوالدولہ کے تمام اشعار درمیانہ ہیں اور ان کی اہمیت ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری کے عارف سے انتساب ہونے سے بڑھ کر ہے۔ شیخ علاوالدولہ نے ان اشعار میں کبھی "علاوالدولہ" اور کبھی "علا" تخلص اختیار کیا ہے۔

***

کھانا پکانے کے آداب

۱۔ کھانا پکاتے وقت باوضو رہے۔   ۲۔ کھانا پکاتے وقت ذکر الٰہی میں مگن رہے۔

۳۔ جب کھانا ہانڈی سے پلیٹ میں نکالنے کا ارادہ کرے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے۔

رسالہ آداب السفرہ از شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ

تحقیقات تصوف

شیخ حسام الدین بدلیسی نور بخشیؒ

تحقیق محمد یعقوب براہوی

استنبول سے 2 گھنٹے کی فضائی مسافت پر واقع شہر بدلیس اپنے دامن میں 300 سال قبل از مسیح کے قدیم تہذیب وتمدان کے آثار سموئے دنیا بھر کے سیاحوں کو اپنی جانب کھینچ لاتا ہے۔ شہر کے وسط میں 350 سال قبل از مسیح میں تعمیر ہونے والے قلعہِ بدلیس کے فصیل 2500 سال گزرنے کے باوجود اب بھی سلامت ہے جسے دیکھ کر سیاح ورطہ حریت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ یہ شہر اہل تصوف کے ہاں بھی بے حد معروف و مقبول ہے۔ عرصہ دارز تک صوفیوں کا مرکز رہا ہے اس مردم خیز شہر میں کئی نامور صوفیاء کرام نے آنکھ کھولی۔ اُن صوفیاء میں شیخ ضیاء الدین عمار یاسر بدلیسی، شیخ ابو طاہر اور شیخ حسام الدین بدلیسی کے نام سرفہرست ہیں۔ شیخ عمار یاسر بدلیسی کے زمانے میں خراسان، ماوراالنہر، بغداد اور مصر سے درویشوں کا گروہ در گروہ آپؒ کے حضور سے فیضیاب ہونے کے لیے بدلیس کا رُخ کرتے تھے۔ شیخ عمار یاسر بدلیسی کے خانقاہ سے کئی نامدار صوفیاء نے طریقت کے منازل طے کیے۔ سلسلہ کبرویہ کے سرخیل شیخ نجم الدین کبریٰ کم وبیش 3 سال بدلیس میں شیخ عمار یاسر بدلیسی کے زیر تربیت ریاضت ومجاہدات کے منازل طے کرتے رہے۔

سرزمین بدلیس میں بے شمار اولیاء کرام اور کئی اصحاب رسول ﷺ مدفون ہیں۔ راقم کو کئی مقامات کی زیارت نصیب ہوئی۔ شہر کے مشرقی جانب پہاڑی کے چوٹی پر شیخ حسام الدین بدلیسی اور شیخ ابو طاہر اسودہ خاک ہیں۔ ایک ترکش محقق کے مطابق شیخ عمار یاسر بدلیسی بھی شیخ حسام الدین بدلیسی کے پہلو میں مدفون ہیں ۔ لیکن راقم کو تلاش بسار کے بعد بھی شیخ عمار یاسر کے مزار کی کوئی نشانی نہیں ملی۔ البتہ شیخ حسام الدین بدلیسی اور شیخ ابو طاہر کے مزار ایک ہی مقام پر مرجع حلائق تھے اور ارد گرد کی قدیم قبروں کے نشانات موجود تھے۔ لیکن کسی لوح پر شیخ عمار یاسر لکھا ہوا نظر نہیں آیا۔

شیخ حسام الدین بدلیسی کے روضہ کے داخلی دروازے پر ایک چشمہ بہہ رہا تھا وہاں پر موجود لوگوں نے بتایا یہ شفابخش چشمہ صدیوں سے جاری وساری ہے نیچے پہاڑی کے دامن والے اسی پانی سے سیر اب ہوتے ہیں اور لوگ دور دراز سے یہاں پانی لینے آتے ہیں پہاڑ کی چوٹی پر صاف شفاف میٹھا پانی کا چشمہ یقیناً فیضان اولیاء کا

ثمر ہی ہو سکتا ہے واللہ اعلم۔

شیخ حسام الدین بدلیسی نور بخشی

اگرچہ شیخ حسام الدین بدلیسی نور بخشی میر سید محمد نور بخش قہستانی کے اُن جلیل القدر اصحاب میں شمار ہوتے ہیں جو اپنے زمانے کے معروف محقق اور عالم ہونے کے ساتھ میر نور بخش قہستانی سے انہیں خرقہ خلافت بھی عطا ہوئی لیکن سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ عالیہ صوفیہ نور بخشیہ کے پیروکار جو گلگت وبلتستان اور پاکستان کے دیگر شہر میں آباد ہیں اُن میں سے شاید کہ کوئی جانتا ہو شیخ حسام الدین بدلیسی نور بخشی کون تھے ؟۔

آپ نے فقہ، احادیث، الکلام، منطق، فلسفہ اور ریاضی کی تعلیم تبریز کے مشہور مدرسہ سے حاصل کیا علوم ظاہری سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد باطنی علوم کے حصول کے لیے حضرت میر سید محمد نور بخش قہستانی کی خدمت میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ آپ کے بارے میں آپ کے شیخ طریقت میر سید محمد نور بخش قہستانی لکھتے ہیں کہ حسام الدین البدلیسی اللہ پاک انہیں سلامت رکھے اور جو انہوں نے مشاہدہ کیا ہے اس میں مزید اضافہ فرمائے۔

آپ ظاہری علوم کے عالم، باطنی معارف کے عارف اوراحوال و مقامات، مکاشفات، تجلیات، لطائف کی دنیا کی سیر، شریف مقامات کی پرواز، شراب طہور اور نور کے سمندر سے مدہوشی، فنا وبقا اور مظہریت میں موحد اور محقق ہیں۔ آپ کی شان بہت بلند ہے۔ شہاب الدین الجورانی نے آپ کی تربیت کی تھی اور وہ اب میری صحبت میں عزلت نشین اور خلوت نشین رہتے ہیں، میرے پاس توحید کے حقائق اور تصوف میں اور میرے فرزند قاسم کے پاس ریاضت کے علوم میں مشغول رہتے ہیں۔ وہ بلند ہمت کے حامل ہیں۔ انسانی کمالات میں وہ جامعیت کے خواہشمند ہیں۔ انشاء اللہ، اللہ تعالی انہیں یہ عطا فرمائے گا۔

شیخ حسام الدین بدلیسی نے میر سید محمد نور بخش کے حضوری میں کئی سال سخت ریاضت و مجاہدات کے بعد جب میر نور بخش نے نورِ بصیرت سے دیکھا کہ اب حسام الدین کندن بن چکا ہے اُنھیں حجرے سے باہر آنے کا حکم دیا جب حکم کی تکمیل ہوئی تو فرمایا برخوردار حسام الدین اب وقت آن پہنچا ہے۔ اپنے ملک کی جانب رخت سفر باندھ لیا جائے۔ وہاں اناطولیہ اور بدلیس میں سلسلہ کبرویہ عالیہ ہمدانیہ کی ترویج واشاعت کی ذمہ داری آپ کے

کندھوں پر ہے۔ اپنے شیخ طریقت میر سید محمد نور بخش قہستانی سے خطِ ارشاد عطا ہوا تو شیخ کی اجازت سے بدلیس کی جانب کوچ کیا اور تاحیات بدلیس میں سلسلہ کبرویہ ہمدانیہ عالیہ نور بخشیہ کی ترویج واشاعت میں کوشان رہے اور یوں سن 900ھ کو جان آفرین کے حوالے کیا۔

شیخ حسام الدین بدلیسی کے بعد اُن کا بیٹا حکیم ادریس بدلیسی نے بہت نام کمایا، سلطنت عثمانیہ کے دربار تک رسائی ہوئی سلطان کے حکم پر سلطنت عثمانیہ کی تاریخ لکھی۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے حکیم ادریس بدلیسی بہت بڑے صوفی تھے اُن کے کئی تصانیف ہیں وہ اپنے والد کے مسلک یعنی سلسلہ نور بخشیہ پر تاحیات کاربند رہے۔

تصنیف و تالیف

حضرت میر سید محمد نور بخش قہستانی کے مریدین میں شیخ حسام الدین بدلیسی نور بخشی اُن محبوب ترین خلفاء میں سے تھے جو اپنے وقت کے جلیل القدر عالم، مفسر، محقق و مدقق اور کثیر التصانیف صوفیاء میں شمار ہوتا ہے اُن کی تصنیف اور تالیف میں سے چند نام یہ ہیں۔

1۔ کنز الخفی فی بیان المقامات صوفی یہ کتاب بیروت اور ترکی سے شائع ہو چکا ہے۔

2۔ شرح اصطلاحات صوفیہ از کاشانی

3۔ رسالہ در تنزلات

4۔ اطوار سبعہ

5۔ شرح خطبہ البیان

6۔ رسالہ اصطلاحات صوفیہ

7۔ شرح گلشن راز

8۔ تفسیر جامع التنزیل والتاویل

تفسیر جامع التنزیل والتاویل

جسے تفسیر عرفانی یا تفسیر اشاری بھی کہتے ہیں۔یہ شیخ حسام الدین بدلیسی نوربخشی کا عظیم شہکار ہے۔جو4 جلدوں پر مشتمل ہیں۔یہ تفسیر علم الروایۃ وعلم الدریۃ کی بنیاد پر جہاں تصوف کو مرکزی حیثیت دی ہے وہیں فقہ، احادیث، علم الکلام، فلسفہ اور تاریخ اسلامی پر بھی تفصیلی بحث کئی گئی ہے۔یہ ایک غیر مطبوعہ تفسیر ہے البتہ اس عظیم شہکار کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ترکی میں اب تک اس تفسیر پر 2 پی ایچ ڈی مقالات لکھے جاچکے ہیں اُن میں ایک مقالہ نگار نے اپنے مقالے میں سورۃ القصص، سورۃ العنکبوت، سورۃ الروم، سورۃ لقمان، سورہ سجدہ، سورہ احزاب اور سورۃ سباء کو اپنے مقالے کا حصہ بنایاہے۔اب اس تفسیر کا اُردو ترجمہ جناب مولانا علی محمد محمدی منہاجن کے حصے میں آیاہے اللہ مولاناصاحب کو سلامت رکھے آمین۔

درویش

ایک درویش بغداد میں فقر وفاقہ کا شکار تھا۔وہ زندگی سے تنگ آکر ایک پُل پر بیٹھا رنجور و مہجور ہو کر بھیک مانگا کرتا تھا ایک دن کسی مالدار کا وہاں سے گزر ہوا اس نے اسے ایک درہم دیا ہی تھا کہ کسی جیب کترے نے اس مالدار کا بٹوہ غائب کر کے رفوچکر ہو گیا مالدار نے سمجھ کہ یہی درویش جیب کترا ہے پکڑ کے خلیفہ کے سامنے پیش کر دیا۔ خلیفہ کے حکم سے درویش کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ درویش بولا کہ: کٹا ہوا ہاتھ میرے حوالے کریں میں اس کو اپنے دوسرے ہاتھ میں پکڑ لوں گا تاکہ دوسرے ہاتھ کو عبرت ہو اور وہ یہ جان لے کہ جو ہاتھ غیر اللہ کے سامنے پھیلایا جائے اس کی یہی سزا ہے۔

رسالہ اسرار الوحی از امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ

***

عبادات

نماز باجماعت اور اقسام مقتدی

ڈاکٹر عبدالعزیز

راقم الحروف یہ اقرار کرتے ہیں کہ میں کوئی عالم دین نہیں ہوں اور یہ تحریر مکمل عرق ریزی کے ساتھ تحقیق کے بعد منصہ شہود پر لایا ہے۔ نیز جید علماء سے اصلاح بھی کرایا ہے۔ بحیثیت خطاکار انسان کسی قسم کی کوئی غلطی پائے تو قارئین سے اپیل ہے کہ معاف کرتے ہوئے نشاندہی کرے تاکہ اصلاح ہو جائے۔

اقسام مقتدی

اس وقت باجماعت نماز کے حوالے سے نوربخشی عوام میں دو طریقے مروّج ہیں۔ جن میں سے ایک طریقہ سراج الاسلام شرح فقہ احوط سمیت سات (۷) کتابوں سے ثابت ہے۔ جبکہ دوسرا طریقہ کسی کتاب اور رسالے میں مندرج نہیں مگر رساًرواجاً یہ سلسلہ گزشتہ کئی دہائیوں سے غیر نوربخشی اثر سے در آئی ہے اور سادہ لوح نوربخشی اس طریقے کے لئے فقہ احوط سے کچھ کمزور اور ضعیف دلائل لاتے ہیں اور اسی پر عمل پیرا ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ نکات صفحۂ قرطاس پر لانے کی ایک حقیر سی کوشش کر رہا ہوں۔ اللہ سے مدد کا طالب ہوں۔

اس وقت ہم جو نماز ادا کرتی ہیں رکعات کے لحاظ سے اس طرح ہیں۔

۱۔ دو رکعتوں والی نماز مثلاً نماز فجر، جمعہ اور عیدین۔

۲۔ تین رکعتوں والی نماز مثلاً نماز مغرب اور وتر۔

۳۔ اور چار رکعتوں والی نماز ظہر، عصر اور عشاء۔

جماعت میں شامل ہونے والے کو مقتدی کہا جاتا ہے اور اقتدا کے لحاظ سے درج ذیل صورت بنتی ہے۔

۱۔ لاحق ۲۔ ملحوق ۳۔ سابق ۴۔ مسبوق۔

۱۔ لاحق وہ مقتدی جو جماعت کے ساتھ پہلی رکعت میں شامل ہو۔

۲۔ ملحوق وہ مقتدی جو جماعت کے ساتھ دوسری رکعت میں شامل ہو۔

۳۔ سابق وہ مقتدی جو جماعت کے ساتھ تیسری رکعت میں شامل ہو۔

۴۔ مسبوق وہ مقتدی جو جماعت کے ساتھ چوتھی رکعت میں شامل ہو۔

دو رکعت والی نمازوں مثلا نماز فجر، جمعہ اور عیدین۔ اس میں لاحق اور ملحوق دو ہو گا۔

تین رکعت والی نمازوں مثلا نماز مغرب اور وتر۔ اس میں لاحق، ملحوق اور سابق تینوں ہو گا۔

چار رکعت والی نمازوں مثلا نماز ظہر، عصر اور عشاء۔ ان میں لاحق، ملحوق، سابق اور مسبوق چاروں ہو گا۔

ذیل میں ہم دونوں طریقوں کو سلسلہ وار درج کرتے ہیں۔

دو رکعتی نمازوں میں طریقہ نمبر ا

ا۔ لاحق۔ لاحق مقتدی جماعت کے رکعت اول میں ہی امام کے ساتھ شامل جماعت ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ امام کے ساتھ اپنی نماز مکمل کرے گا۔

۲۔ ملحوق۔ ملحوق جو جماعت کے رکعت دوم میں شامل جماعت ہوا ہے۔ اس رکعت میں وہ امام کی مکمل اتباع کرتے ہوئے قنوت بھی پڑھے گا امام کے سلام پھیرتے ہی وہ کھڑا ہو کر اپنی رہ جانے والی پہلی رکعت پڑھے گا۔ اِس رکعت میں وہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت پڑھے اور رکوع، سجدہ کے بعد تشہد پڑھے بغیر سلام پھیرے گا۔ کوئی عمل یا چیز زائد یا کم نہیں۔

دو رکعتی نمازوں میں طریقہ نمبر ۲

ا۔ لاحق۔ لاحق مقتدی جماعت کے رکعت اول میں ہی امام کے ساتھ شامل جماعت ہوا ہے۔ چنانچہ وہ امام کے ساتھ اپنی نماز مکمل کرے گا۔

۲۔ ملحوق۔ ملحوق جو جماعت کے رکعت دوم میں شامل جماعت ہوا ہے۔ یہ رکعت وہ اپنی پہلی رکعت کے طور پر پڑھے گا وہ امام کی اتباع میں قنوت نہیں پڑھے گا تشہد کے بعد امام کے سلام پھیرتے ہی وہ کھڑا ہو کر اپنی دوسری رکعت پڑھے گا۔ اِس رکعت میں وہ فاتحہ کے ساتھ سورت اور قنوت پڑھ کر اور رکوع، سجدہ کے بعد تشہد پڑھ کر

سلام پھیر لے گا۔اس کے دو رکعت والی نماز میں وہ ایک تشہد زائد ہے نیز یہاں امام کی اقتدا ہے بھی اور نہیں بھی۔

تین رکعتی نمازوں میں طریقہ نمبر ا

ا۔ لاحق۔ لاحق مقتدی جماعت کے رکعت اول میں ہی امام کے ساتھ شامل جماعت ہوا ہے۔ چنانچہ وہ امام کے ساتھ اپنی نماز مکمل کرے گا۔

۲۔ ملحوق۔ ملحوق جو جماعت کے رکعت دوم میں شامل جماعت ہوا ہے۔اس رکعت میں وہ امام کی مکمل اتباع کرتے ہوئے قنوت بھی پڑھے گا امام تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو کر تیسری رکعت پڑھے گا وہ بھی مکمل اقتدا کرے گا۔ جب امام سلام پھیر لے تو وہ کھڑا ہو کر اپنی رہ جانے والی پہلی رکعت پڑھے گا۔اِس رکعت میں وہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت پڑھے اور رکوع، سجدہ کے بعد تشہد پڑھے بغیر سلام پھیر لے۔اس کا نماز مکمل ہے اور نماز میں کوئی کمی بیشی نہیں ہے۔

تین رکعتی نمازوں میں طریقہ نمبر ۲

ا۔ لاحق۔ لاحق مقتدی جماعت کے رکعت اول میں ہی امام کے ساتھ شامل جماعت ہوا ہے۔ چنانچہ وہ امام کے ساتھ اپنی نماز مکمل کرے گا۔

۲۔ ملحوق۔ ملحوق جو جماعت کے رکعت دوم میں شامل جماعت ہوا ہے۔ یہ رکعت وہ اپنی پہلی رکعت کے طور پر پڑھے گا وہ امام کی اتباع میں قنوت نہیں پڑھے گا تشہد کے بعد امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گا تو وہ بھی کھڑا ہو گا۔اِس رکعت میں وہ فاتحہ کے ساتھ سورت اور قنوت پڑھنے کی کوشش کرے گا امام سلام پھیرتے ہی وہ کھڑا ہو کر اپنی تیسری رکعت پڑھے گا۔اِس رکعت میں وہ صرف فاتحہ پڑھے گا رکوع، سجدہ کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیر لے گا۔اس کے تین رکعت والی نماز میں وہ ہر رکعت میں ایک ایک تشہد پڑھے گا ایک رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورہ پڑھے گا جبکہ دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھ سکے گا۔امام کی اقتدا ہے بھی اور نہیں بھی۔

چار رکعتی نمازوں میں طریقہ نمبر ا

ا۔لاحق۔لاحق مقتدی جماعت کے رکعت اول میں ہی امام کے ساتھ شامل جماعت ہوا ہے۔چنانچہ وہ امام کے

ساتھ اپنی نماز مکمل کرے گا۔

۲۔ ملحوق۔ ملحوق جو جماعت کے رکعت دوم میں شامل جماعت ہوا ہے۔ اس رکعت میں وہ امام کی مکمل اتباع کرتے ہوئے قنوت بھی پڑھے گا امام تشہد کے بعد تیسرے رکعت کے لئے کھڑا ہو کر تیسرے رکعت پڑھے گا نوہ بھی مکمل اقتدا کریگا جب امام سلام پھیر لے تو وہ کھڑا ہو کر اپنی رہ جانے والی پہلی رکعت پڑھے گا۔ اِس رکعت میں وہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت پڑھے اور رکوع، سجود کے بعد تشہد پڑھے بغیر سلام پھیر لے۔ اس کا نماز مکمل ہے۔ کوئی کمی بیشی نہیں۔

۳۔ سابق۔ سابق وہ شخص ہے جو تیسری رکعت میں شامل جماعت ہوا ہے۔ ایسا مقتدی دونوں رکعتیں امام کے ساتھ مکمل اقتدا میں ادا کرے گا۔ جب امام سلام پھیر لے تو وہ کھڑا ہو کر اپنی پہلی اور دوسری رکعتیں ادا کرے گا۔ جن میں وہ پہلی (بمقام تیسری) رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت اور دوسری (یعنی آخری) رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت اور قنوت بھی پڑھے گا۔ اس کا نماز مکمل ہے۔ کوئی کمی بیشی نہیں۔

۴۔ مسبوق۔ مسبوق جو آخری رکعت میں شامل جماعت ہوا ہے۔ وہ تشہد تک امام کی مکمل اقتدا کرے گا جب امام سلام پھیر لے تو یہ مقتدی اپنی پہلی رکعت فاتحہ بمع کوئی سورت اور رکوع و سجود کے بعد کھڑا ہو کر دوسری رکعت ادا کرے گا جس میں فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت اور قنوت پڑھے گا اور رکوع و سجود اور تشہد کے بعد کھڑے ہو کر آخری رکعت ادا کرے گا جس میں صرف سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع سجود ادا کرے گا اور تشہد پڑھے بغیر سلام پھیرے گا۔ اس کا نماز مکمل ہے۔ کوئی کمی بیشی نہیں۔

چار رکعتی نمازوں میں طریقہ نمبر ۲

ا۔ لاحق۔ لاحق مقتدی جماعت کے رکعت اول میں ہی امام کے ساتھ شامل جماعت ہوا ہے۔ چنانچہ وہ امام کے ساتھ اپنی نماز مکمل کرے گا۔

۲۔ ملحوق۔ ملحوق جو رکعت دوم میں شامل جماعت ہوا ہے۔ یہ رکعت وہ اپنی پہلی رکعت کے طور پر پڑھے گا وہ امام کی اتباع میں قنوت نہیں پڑھے گا تشہد کے بعد امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گا تو وہ بھی کھڑا ہو گا۔ اِس رکعت میں وہ فاتحہ کے ساتھ سورت اور قنوت پڑھنے کی کوشش کرے گا اور آخر میں جب امام اپنی آخری رکعت

کے لیے کھڑا ہو گا تو وہ اقتدیٰ چھوڑتے ہوے تشہد بجالا تا ہے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ مقتدی اپنی رہ جانے والی آخری رکعت فاتحہ مفرد کے ساتھ بجالا تا ہے اور تشہد پڑہ کر سلام پھیر تا ہے۔ اسطرح چاروں رکعتوں میں تشہد لازم آتا ہے۔

۳۔ سابق۔ سابق مقتدی تیسری رکعت میں اِمام کے ساتھ شامل ہو کر اپنی پہلی رکعت گر دانتے ہوئے کوئی ایک سورہ بمع فاتحہ پڑھنے کی کوشش کرتا ہے اس کی قرآت اَدھوری رہ جاتی ہے۔ اِسی طرح امام کے ساتھ آخری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت اور قنوت پڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد مقتدی اپنی تیسری اور چوتھی رکعتیں ادا کرتے ہوئے اس میں صرف فاتحہ پڑھتا ہے۔

۴۔ مسبوق۔ مسبوق چوتھی رکعت میں شامل ہوتا ہے اور وہ اس کو اپنی پہلی رکعت سمجھتے ہوئے سورت پڑھنے کی کوشش کرتا ہے۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد وہ اپنے دوسری رکعت ادا کرتا ہے اور سورہ و قنوت پڑھ کر تشہد کے لیے بیٹھتا ہے۔ آخری دونوں رکعتیں صرف فاتحہ کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ اِس طرح دونوں ابتدائی رکعتوں اور آخری رکعت میں تین تشہد ادا کرتا ہے۔

قارئین کرام ہم نے دونوں طریقوں کو اوپر درج کر دیا ہے اب ہم مذکورہ بالا دونوں طریقوں کے بارے میں موافقین و مخالفین جو دلائل اور اشکالات پیش کرتے ہیں وہ درج کرتے ہیں۔

طریقہ نمبرا۔

ا۔ یہ طریقہ فقہ احوط کی شرح سراج الاسلام سمیت ٦ کتابوں سے ثابت ہے۔

(ا) خلاصۃ الایمان از امیر کبیر سید علی ہمدانی بحوالہ سراج الاسلام (۲) رسالہ امامیہ

(۳) فلاح المومنین از مولوی حمزہ علی (۴) تحفہ قاسمی از سید قاسم شاہ کھرکوی بحوالہ فلاح المومنین

(۵) آپ کے مسائل اور ان کا حل از علامہ بشیر براہوی (٦) نماز نوربخشیہ از مولانا عارف حسین۔

جبکہ طریقہ نمبر ۲ کسی نوربخشی کتاب میں سرے سے موجود نہیں ہے۔

۲۔ امام کی مکمل طور پر اقتدا واتباع اور حقیقی معنوں میں جماعت ہوتی ہے۔ جبکہ طریقہ نمبر ۲ میں تھوڑی سی اقتدا ہوتی ہے اور زیادہ تر امام اور مقتدی الگ الگ ڈگر پر چل رہے ہوتے ہیں۔

۳۔ نماز میں کوئی بھی کمی بیشی نہیں ہوتی۔ جبکہ طریقہ نمبر ۲ میں قراتوں میں کمی، تشہد کی صورت میں اضافہ ہوتا ہے کمی بیشی سے نماز باطل بھی ہو جاتی ہے اور ناقص بھی۔

۴۔ جماعت کے ساتھ پوری طمانیت کے ساتھ نماز ادا ہوتی ہے۔ جبکہ طریقہ نمبر ۲ میں طمانیت کی بجائے افراتفری ہوتی ہے۔ طمانیت کی بغیر نماز کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے؟

۵۔ فقہ احوط میں قرات سے متعلق لکھا ہے کہ " قرآت کا مطلب سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی بھی سورت کے پڑھنے کا نام ہے۔ جو کہ ہر فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں واجب ہے اگر کوئی شخص پوری قرآت یا کچھ حصہ عمداً چھوڑدے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے"۔ اس طریقے پر عمل کرنے والا اپنی آخری رکعتوں میں جو وہ انفرادی طور پر ادا کرتا ہے، پوری قرات پڑھتا ہے اس طرح اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔

۶۔ اگر نادانی میں قرات کا کچھ حصہ چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ ناقص ہو جاتی ہے اس طریقے پر عمل کرنے سے اس کی نماز ناقص نہیں ہوتی۔

۷۔ قرآت ہی کے ضمن میں ذکر ہے کہ ''اگر مقتدی امام کی تابعداری کرے اور آگے نہ جائے تو توقع کی جاسکتی ہے کہ اس کی نماز قبول ہو گی اور اس کو بخش دے'' اس جملے کے پہلے حصے میں تابعداری امام سے نماز کی قبولیت اور بخشش کی بشارت ہیں۔ اس طریقے میں امام کی مکمل تابعداری ہوتی ہے اس لیے نماز کی قبولیت اور بخشش کی امید زیادہ ہے۔

۸۔ ''تشہد کے لیئے بیٹھنا ہر دو رکعتوں میں ایک مرتبہ اور دو سے زیادہ رکعتوں میں دو مرتبہ واجب ہے''۔ اس جملے سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ تشہد دو رکعتوں والی نماز میں دوسری، تین رکعتوں والی نماز میں دوسری اور تیسری اور چار رکعتوں والی نمازوں میں دوسری اور چوتھی میں تشہد ہے اس جملے سے یہ بات بھی مترشح ہو جاتی ہے کہ دو سے زیادہ رکعتوں میں صرف اور صرف دو(۲) ہی تشہد پڑھنی چاہیے نہ کہ تین یا چار جو کہ دوسرے طریقے میں دو رکعتوں میں ۲، تین رکعتوں میں ۳ اور چار رکعتوں میں کبھی ۳ اور کبھی ۴ رائج ہے۔

۹۔ مبطلات صلٰوۃ میں درج ہیں عمداً کسی رکن کا اضافہ کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس طریقے پر عمل پیرا ہو کر کسی رکن کا اضافہ وقوع پذیر نہیں ہوتا۔ جبکہ طریقہ نمبر ۲ میں پورا پورا تشہد اور وہ بھی ایک سے زائد کا اضافہ ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ ''سری نمازوں کے قرآت میں امام کے پیچھے رہنا واجب ہے'' (فقہ احوط نماز جماعت کا مسئلہ) اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جہری نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعتوں کو سری نماز کی حیثیت حاصل ہے اور ان رکعتوں میں امام پر سبقت لے جانا جائز نہیں۔ اس لئے ان رکعتوں میں قرات کو جلدی جلدی پڑھنے سے امام پر سبقت لے جانا لازم آتا ہے۔ جیسا کہ طریقۂ دوم والے اس پر عمل کرتے ہیں کہ ان رکعتوں میں شامل ہونے والا مقتدی قرات کو جلدی جلدی پڑھتا ہے کیونکہ یہ اس کو اپنی پہلی رکعت تصور کرتا ہے اور اگر وہ نہ پڑھے تو چاروں رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھنا لازم آتا ہے۔ حالانکہ پہلے دونوں رکعتوں میں فاتحہ اور سورہ کے قرات نماز کا رکن ہے جس کے بغیر نماز باطل ہوتی ہے۔

۱۱۔ جمع بین الصلوتین پڑھتے وقت مغرب کی نماز پڑھنے والا مقتدی امام کی عشاء کی نماز میں مسبوق کے طور شامل ہوتے ہیں جیسا کہ فقہ احوط میں ''کال مسبوق'' فرمایا ہے۔ سراج الاسلام جس قسم کے مسبوق کا ذکر کرتے ہیں وہی حکم عین اس جگہ مطابقت رکھتے ہیں۔

طریقہ نمبر ۲ کے دلائل

اوپر ہم نے طریقہ نمبر ۱ کے دلائل دیا تھا ذیل میں طریقہ نمبر ۲ کی دلائل دے رہے ہیں۔

۱۔ سراج الاسلام سمیت مختلف کتابیں زمانے کی زد میں رہی ہیں اور دست اندازی سے محفوظ نہیں اس طرح اس میں ملاوٹ ہو چکی ہے۔ اس لئے ہم نے رسالہ امامیہ مرتبہ اخوند تقی حسینی سے اس مسئلے کو نکال دیا ہے جبکہ طریقہ نمبر ۲ قدیم ہے اور مروج ہے۔

۲۔ طریقہ نمبر ۱ سے نماز الٹا لٹک جاتی ہے اور ترتیب بدل جاتی ہے۔ جبکہ ترتیب واجب نماز ہے۔

۳۔ قرات تسبیح اور تہلیل پڑھنے سے بھی پوری ہو جاتی ہے تو صرف سورہ فاتحہ کے پڑھنے سے مکمل کیوں

نہیں ہوتی؟ نیز نادانی کی بناء پر قرات کے کچھ حصے چھوڑ دے تو اس کی نماز صرف ناقص ہوتی ہے باطل نہیں ہوتی۔ اس طرح یہ کہنا کہ قرات کے چھوڑنے یا قرات کے کچھ حصہ چھوڑنے سے نماز باطل ہوتی ہے کمزور بات ہے۔

۴۔ فقہ میں ہے کہ جب رکوع پالیا تو پورے رکعت پالیا۔ اس طرح ساری قرات کے بغیر رکعت ادا ہوتی ہو تو آخر قرات کے قضاء بجالانے کی کیا ضرورت ہے؟

۵۔ امام سے آگے نہ جانے میں تابعداری ضروری ہے۔ پیچھے رہنے میں تابعداری ضروری نہیں اس سے نماز میں خلل واقع نہیں ہوتی جیسا کہ برکنین سے واضح ہے۔

۶۔ کیا انفرادی نمازوں کے بھی پہلی اور تیسری رکعت میں تشہد پڑھ سکتی ہے؟ جیسا کہ اس طریقے پر عمل کرتے ہوئے پڑھتے ہیں؟

۷۔ سری نمازوں کا حکم جہری نمازوں پر لاگو نہیں ہو سکتا جیسا کہ سری نمازوں کے قرات میں امام کے پیچھے رہنا واجب ہے۔ اس لیے ان رکعتوں میں شامل ہونے والا مقتدی پوری قرات کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔ نیز تیسری اور چوتھی رکعتوں میں کوئی قرات نہیں ہوتی۔

۸۔ سراج الاسلام میں جس قسم کے مسبوق کا ذکر آیا ہے وہ حکم اس طریقے سے بھی مطابقت رکھتا ہے۔

۹۔ اس طریقے پر عمل کرتے ہوئے عمداً کسی رکن کا اضافہ نہیں کیا جاتا بلکہ تابعداری امام میں دو رکنوں کا اضافہ واقع ہو جاتا ہے۔

۱۰۔ فقہ احوط سے جو اشارات ملتے ہیں ان کا اطلاق سوائے اس طریقے کے کسی اور جگہ نہیں ہوتا۔ جیسا اشارہ برکنین اور احکام نماز کے عمل کثیر کی اجازت کا ملنا وغیرہ۔ فقہ احوط میں ان اشارات کا موجود ہونا ثبوت کے لیے کافی ہے کہ اس کا کہیں اطلاق ہو گا۔

ان اشکالات کا طریقہ نمبر ا کی جانب سے جواب

۱۔ اس طریقہ نمبر ۲ کا کسی بھی تحریری ثبوت کا نہ ہونا ہی اس کے عدم جواز کے لیے کافی ہے۔

۲۔ جہاں تک اس کے قدیم ہونے کا گمان ہے وہ غلط ہے۔ کیونکہ سراج الاسلام کے جتنے پرانے نسخہ جات بشمول سید محمد شاہ نورانی صاحب کی ذاتی لائبریری کے اب تک دستیاب ہوا ہے ہر جگہ اور ہر نسخے میں یہی طریقہ مندرج ہے۔ اس نسخہ کی کتابت ۱۱۶۸ھ ہجری میں پایہ تکمیل کو پہنچی ہے دوسری مرتبہ ۱۳۳۳ھ ہجری میں یہ چھپ گئی ہے اور تیسری بار آپ نے خود اس کو ۲۰۰۹ء میں اسے شائع کیا ہے گویا اس کی اشاعت کے وقت وہ طریقہ موجود رہا ہے۔ فلاح المومنین ۱۹۲۰ء سے پہلے لکھی گئی ہے اس میں بھی اس وقت رائج طریقہ موجود ہے۔ اسی طرح سید قاسم شاہ نے تحفۂ قاسمی میں مکمل کیا ہے اس میں بھی ان دنوں رائج یہ طریقہ موجود ہے۔ اخوند تقی کے مرتبہ رسالہ امامیہ سے مسئلہ نکالنا مسئلے کا حل نہیں جہاں تک مروّج ہونے سے تعلق ہے کہ یہ دونوں طریقے ہی نوربخشیوں میں مروّج ہے۔ پہلا طریقہ پہلے سے موجود ہے جبکہ طریقہ نمبر ۲ تب سے رواج پایا جب سے غیروں نے اسی شامل کیا۔

۳۔ طریقہ نمبر ۲ اس لئے بھی قابل شک ہے کہ اس طریقے پر عمل پیرا مقتدی قرات کرنے نہ کرنے، کم کرنے زیادہ کرنے، تشہد مکمل پڑھنے یا خفیفہ پڑھنے میں شکوک وشبہات کا شکار ہوتا ہے۔ کچھ تو امام کا پیچھا کرتے ہیں جبکہ یہ سارے لوگ امام کے آخری دونوں رکعتوں میں جلدی جلدی پوری قرات پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں جو ممکن بھی نہیں ہوتا اور کبھی دو رکعتوں میں دو، تین رکعتوں میں تین اور چار رکعتوں کبھی ۳، کبھی چار تشہد بھی پڑھنا لازم آتا ہے اسی طرح قرات میں کبھی تین اور کبھی چاروں رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھنے پر قناعت کرنا پڑتا ہے۔

۴۔ ترتیب دونوں طریقوں میں ٹوٹ جاتی ہے نیز فقہ احوط میں مندرج ہے کہ عمداً ترتیب توڑے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ جبکہ طریقہ نمبر ا کا مقتدی عمداً ترتیب نہیں توڑتا۔ بہر حال ترتیب دونوں طریقوں میں لازماً ٹوٹ جاتی ہے عمداً نہیں بلکہ جماعت کی مجبوری کی وجہ سے اور یہ ایسا ہی ہے کہ قیام کے دوران کھڑا ہونا، فاتحہ اور سورہ کا پڑھنا، قرات میں ترتیل، ترتیب، تجوید سب واجب ارکان ہیں اس کے باوجود جماعت ملنی صورت میں یہ سب ساقط ہوتے ہیں۔ جبکہ ترتیب کا شمار نماز کے واجبات میں ہوتا ہے نہ کہ ارکان میں جیسا کہ فقہ احوط کے متن سے پتہ چلتا ہے کہ نماز کے ارکان کی ادائیگی کی صورت میں ترتیب کا خیال رکھنا واجب ہے جبکہ باقی تمام ارکان کی

صورت میں سوائے ایک دو کے فقہ میں "وهی من ارکان العظام الواجبة" لکھا ہوا ہے۔ جبکہ ترتیب کے سلسلے میں "ومنها ترتیب فی ارکان المذکورة" لکھا ہوا ہے۔

۵۔ عمل کثیر سے جو دلیل اخذ کیا جاتا ہے وہ کمزور دلیل ہے۔ پہلی کمزوری یہ ہے کہ یہاں جوازیت سے دلیل اخذ نہیں کرتے بلکہ بطلان سے اخذ کرتے ہیں۔ باطل کی کمزور شکل کا امکان یہاں موجود ہے۔ جب تین قدم چلنے سے نماز باطل کا شکار ہوتی ہے تو دو قدم چلنا بھی قابل تعریف فعل نہیں ہے۔

٦۔ عمل کثیر والی دلیل اس لئے بھی کمزور دلیل ہے جبکہ ایک رکن کا اضافہ کرنے سے واضح طور پر نماز باطل ہو جاتی ہے جیسا کہ مبطلات صلوٰۃ میں ذکر ہے۔ یہاں ترجیح کمزور حکم کے مقابلے میں واضح حکم کو دینی چاہئیے اور چار تشہد سے بچنی چاہیے۔

۷۔ عاجز اور مجبور شخص کو فقہ میں جو رعایت ہے وہ مخصوص حالات کے ضمن ہے۔ نیز اسی ضمن میں آگے شدید ترین توبیخ بھی کی گئی ہے کہ مجبور شخص اگر موقع ملنے پر نہ سیکھیں تو گناہگار ہو گا۔

۸۔ نماز میں دو رکنوں کی مقدار پیچھے رہنا جائز نہیں۔ اس نقطے کی جس طرح توضیح کی جاتی ہے وہ ایک بھونڈی شرح ہے اور جان بوجھ کر حقیقت سے آنکھیں بند کرنے کے مترادف ہے۔

۹۔ رکوع پانے والا شخص پوری رکعت کو پالیتا ہے۔ مگر جس شخص سے پوری رکعت چھوٹ جائے اس کے لئے رعایت کی کہیں دلیل نہیں ملتی۔

۱۰۔ آباؤ اجداد کے رسم و رواج کو قائم و دائم رکھنے والی بات کوئی علمی دلیل نہیں ہے۔ اگر اس کے خلاف واضح حکم ملتا ہو تو اس کی طرف رجوع کر لینی چاہیے۔ نیز ایسے دلیل تو کفار قریش بھی دیتے تھے۔

***

مقصد حیات

فلسفہ دنیا اور راز حیات

مولانا عبد الرحمان

دنیا اور عقبی الگ الگ حقیقتیں ہیں قرآن پاک اور احادیث نبوی میں مختلف انداز سے اس حقیقت کی نقاب کشائی کی گئی ہے۔ اور یہ واضح کی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں جہاں دنیا کی زندگی اور اس کے تقاضے ہیں وہیں اخروی زندگی اور اس کے لوازمات ہوتے ہیں۔ دنیوی زندگی میں کامیابی و کامرانی اخروی زندگی کی شادکامی کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے ہمیں دنیوی زندگی میں کامیابی و کامرانی کے لئے ہر جتن کرنا پڑتا ہے بہت سے ارمانوں اور تمناؤں کی قربانی دینی پڑتی ہے تب ہم دونوں جہانوں کی زندگی میں سرخرو ہوتے ہیں۔ ایک مسلمان ہونے کے ناتے ہمارے لئے دونوں جہانوں میں کامیابی اور نجات کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ قرآن پاک دونوں جہانوں میں کامیابی یانجات کا حامی ہے۔

قرآن پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف دنیا میں کامیابی مقصود نہیں بلکہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت کی کامیابی بھی مقصود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی ان لوگوں سے متعلق جو دنیا میں ناکامی و نامرادی سے دوچار ہوتے ہیں، فرماتا ہے۔

مَنْ كَانَ فِيْهِ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى جو دنیا میں اندھا رہے قیامت کے دن بھی وہ اندھا ہی رہے گا ۔ یعنی دنیا میں کسی شخص کی ناکامی و نامرادی آخرت میں ناکامی و نامرادی کا پیش خیمہ بن سکتا ہے اسی طرح دنیا میں کامیابی و سرخروئی آخرت میں سرخروئی کا موجب بن سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے آخری رسول ﷺ نے دنیا کو کھیت سے تشبیہ دی ہے اور فرمایا ہے کہ

اَلدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

جس طرح آدمی کھیت سے مختلف پیداوار حاصل کر سکتا ہے وہ اس سے نقد آور فصل یا جنس حاصل کر سکتا ہے ہر طرح کے میوے اور ثمرات حاصل کر سکتا ہے اسی طرح وہ اس میں مختلف تعمیرات کے ذریعے دولت

کما سکتا ہے آدمی جس قدر بلند ہمت، محنتی اور موقع شناس ہوتا ہے اسی قدر وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہے وہ نہ صرف خود اپنی روزی اس سے حاصل کرتا ہے بلکہ بہت کچھ بچا کر بہت سی ضروریات بھی اسی سے پوری کرتا ہے اور ساتھ ہی زکوۃ، خیرات اور دوسرے بہت سارے نیک کاموں کے لئے اسی کی آمدنی سے خرچ کرتا ہے وہ اپنی دنیوی زندگی کے علاوہ اپنے اہل وعیال کی ضروریات ہی پوری نہیں کرتا بلکہ آخرت کے لئے بہت کچھ پس انداز کرتا ہے کم ہمت، سست اور غافل آدمی اچھے بھلے کھیت کو بنجر وویراں رکھ کر کھیت کے ثمرات سے محروم اور در در کی ٹھوکر کھاتے پھرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے قرآن پاک دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ اٹھانے والا قرار دیتا اور

خَسِرَتْ دُنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔ دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ اٹھانے والا کہتا ہے۔

اسی حقیقت کو حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمانی رسالہ ذکریہ میں یوں بیان کرتے ہیں ۔

" انسان کی تخلیق اور اس کو عقل وخرد، فہم وفراست اور عزم وہمت سے نوازنے کے بعد انہیں گروہ در گروہ بازار دنیا میں اتار دیا تاکہ وہ زندگی اور ایمان کی دولت کے ذریعے اعمال کی تجارت کریں پس غافل اور مغرور لوگ بازار کی لہو ولعب میں کھو کر رہ جاتے ہیں ایمان اور زندگی سے ہاتھ دھو کر رہ جاتے ہیں دنیا وآخرت کے خسارے سے دوچار ہوتے ہیں اور نیک و صالح لوگ ایمان کی دولت سے اعمال صالحہ کی تجارت کرتے ہیں اور متعین زندگی میں محبت و معرفتِ الٰہی اوراعمال صالحہ کما کر دنیا و آخرت میں سرخرو رہتے ہیں۔"

حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیا ایک بازار ہے انسان کو کسب اعمال صالحہ کے لئے وہیں بھیج دیا ہے اس میں لوگوں کے مزاج اور رجحان کے مطابق ہر چیز موجود ہے ہر شخص کو اس کی ضرورت کی چیز قیمت ادا کر کے مل جاتی ہے اس میں ہر شخص خالی ہاتھ ہے اس نے وہیں مقررہ و متعینہ مدت گزارنی ہے یہ مدت عمر کہلاتی ہے اس کے پاس صرف عقل فہم اور ایمان کا سرمایہ ہے جن کی مدد سے اس نے وہیں ایمان و اعمال کی تجارت کرنی ہے کچھ لوگ یہاں سے خوب دولت کماتے ہیں کچھ یہاں سے نقصان اٹھاتے ہیں کچھ یہاں کھیل تماشا دیکھ کر وقت ضائع کرتے ہیں کچھ اس کی رنگینیوں میں کھو کر رہ جاتے ہیں کچھ اس میں غیر ضروری طور پر الجھ کر نہ گھر کا نہ گھاٹ کا کا مصداق بن جاتے ہیں جب مقررہ مدت یعنی عمر ختم ہو جاتی ہے تو ایمان و اعمال کسب کرنے والے اپنی کامیابی پر

شاداں و فرحاں اور غافل لوگ اپنے عمر کی بربادی اور کچھ حاصل نہ کر سکنے پر غمگین و پشیمان ہوتے ہیں مگر ان کی پشیمانی اب انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتی اس لئے عقلمند وہی ہے جو:

فائدہ حاصل کرے۔ نقصان سے بچے۔ مقصد حیات کو مد نظر رکھے۔ جس کام کے لئے بازار گیا ہے اسی کام کو مکمل کرے۔ غیر ضروری کاموں اور باتوں میں پڑنے سے اجتناب کرے۔ قرآن پاک اور احادیث نبوی میں انہی حقائق کو مختلف انداز میں بیان کیا ہے اور انسان کو ہوشیار رہنے اور اپنے مقصد حیات کو مد نظر رکھنے پر زور دیا ہے۔

***

حکایت صوفیہ

ایک بزرگ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک قبر بنوا رکھی تھی اور ایک کفن بھی تیار کر رکھا تھا وہ ہر صبح کفن پہن کر قبر میں اتر جاتا اور تھوڑی دیر اس میں لیٹ جاتا' پھر باہر نکل آتا اور اپنے نفس کو یوں کہا کرتا تھا کہ "اے نفس! ذرا سوچو کہ تمہیں دنیا سے اٹھالیا تھا اور قبر میں اتار دیا تھا لیکن تجھے ایک بار پھر دنیا میں بھیج دیا ہے اور مزید ایک دن کی مہلت دی ہے اب چاہیئے کہ تم مختلف قسم کے اوراد و اذکار اور طاعات و ریاضات میں مصروف رہو معلوم نہیں کہ کل تمہیں قبر سے واپس بھیج دیں گے یا نہیں؟

رسالہ تلقنیہ میر سید علی ہمدانیؒ

قصیدہ

گلہائے عقیدت

اسد شاہ زیدی مرحوم
بشکریہ احسان دانش

گلگت بلتستان کے نامور سکالر، قانون دان، سیاست دان اور سابق ڈپٹی سپیکر اسد شاہ زیدی مرحوم عالم اسلام کے نامور فقیہہ، مجتہد، مرشد سید العارفین حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ کے معتقد تھے۔ سکردو میں جب پہلی بار شاہ سید کانفرنس کونسل ہال سکردو میں منعقد ہوئی تو زیدی صاحب نے جو کلام پیش کیا وہ نوائے صوفیہ میں کئی بار چھپا۔ کچھ دن قبل جب میں نے زیدی صاحب کے بھائی اور بلتستان میں اُبھرتے ہوئے نوجوان سیاست دان جناب امجد زیدی سے اِس حوالے سے گفتگو کی تو انہوں نے زیدی صاحب کی ڈائری نکالی اور ایک دوسرا قصیدہ بھی نکال کر میرے حوالے کیا جو مرحوم نے اپنے جیتے جی لکھ کر کسی کانفرنس میں پڑھنا چاہتے تھے مگر زندگی نے فرصت نہیں دی۔ جب مجھے کلام مل ہی گیا تو میں مرحوم کی امانت کو شاہ سیدؒ کے تمام معتقدین اور مریدین تک پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

مظہرِ اخلاص و ایماں شاہ سید نور بخشؒ
پیکرِ ایقان و عرفاں شاہ سید نور بخشؒ

گلستانِ رنگ و بو میں تیرا آنا واقعاً
آمدِ فصلِ بہاراں شاہ سید نور بخشؒ

جادۂ منزل پہ مثلِ کہکشاں باقی رہے
نقشِ پا تیرے درخشاں شاہ سید نور بخشؒ

تا قیامت تجھ سے جلووں کی فراوانی رہے
نور حق دل میں فروزاں شاہ سید نور بخشؒ

دُور ہو گا رنج و غم جب تک مداوا تو رہے
اور دردِ دل کا درماں شاہ سید نور بخشؒ

سر پہ تیرے سایہ فضلِ عطائے ذو لمنن
رحمتِ حق ہے نگہباں شاہ سید نور بخشؒ

ہے یقیں ہم کو کنارے تک پہنچ جائیں گے ہم
گرچہ ہے دریا میں طوفاں شاہ سید نور بخشؒ

ذکر و فکر و صدق و عشق و صبر و ہمت کے بغیر
لوگ بنتے ہیں مسلماں شاہ سید نور بخشؒ

تیری محفل میں جو آئے ہیں تو لے آئے ہیں ہم
دیدۂ نم قلبِ سوزاں شاہ سید نور بخشؒ

تو جہاں جائے وہاں جلتے ہیں حکمت کے چراغ
جہل ہے تجھ سے گریزاں شاہ سید نور بخشؒ

صاحبانِ فکر و دانش اہلِ علم و فن کے ساتھ
میں بھی ہوں تیرا ثناخواں شاہ سید نور بخشؒ

اپنے دل کی بات لفظوں میں بیاں کیسے کروں
اِس لئے میں ہوں پریشاں شاہ سید نور بخشؒ

کشتِ ویراں پر میرے تو سایہ افگن ہو اگر
کیوں نہ برسے آبِ نیساں شاہ سید نور بخشؒ

کیوں نہ فطرت کے مقاصد کی نگہبانی کرے
مردِ حق مردِ قہستاں شاہ سید نور بخشؒ

بندۂ حق تُو ہے اور تیرا مقامِ بندگی
ہے بجا سب سے نمایاں شاہ سید نور بخشؒ

زندہ و تابندہ ہے ہر دور میں تیرا اُصول
جاویداں ہے تیرا فرماں شاہ سید نور بخشؒ

میں نے جانا تجھ کو حاصل ہے ولائے پنجتن
اور ہے تائیدِ یزداں شاہ سید نور بخشؒ

ایک دنیا ہے یہاں محتاجِ فیضانِ کرم
اور تُو دریائے فیضاں شاہ سید نور بخشؒ

تیری ہستی ماورائے گردشِ لیل و نہار
گوہرِ یکتائے دوراں شاہ سید نور بخشؒ

اہلِ دل اہلِ نظر اہلِ وفا کا مقتداء
پیشوائے اہلِ عرفاں شاہ سید نور بخشؒ

جملہ پیرانِ طریقت مثلِ انجم ہے اسدؔ
ہے مثالِ ماہِ تاباں شاہ سید نور بخشؒ

***